ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

1

صفر 1434ھ —— جنوری 2013ء

احرار

اور تحفّظِ ختمِ نبوت کانفرنس

چناب نگر

نیا سال، وہی دشت نوردی!

بہارِ باغِ رسالت کی آمد آمد ہے

اُمّتِ محمدیہ کے ۷۳ فرقوں والی حدیث

تاریخ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آیت تبلیغ اور امامت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مرزا قادیانی، امام وقت یا دجّالِ وقت

احرار ۱۹۲۹ء

توحید و ختم نبوت کے علمبردارو ایک ہو جاؤ (سید ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

35 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس

تاریخ 12 ربیع الاول 1434ھ جامع مسجد احرار چناب نگر

زیر صدارت

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مہمان خصوصی

حضرۃ مولانا صاحبزادہ

عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی

خانقاہ سراجیہ کندیاں

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

پروگرام ان شاء اللہ

درس قرآن کریم: بعد نماز فجر تقاریر: دس بجے تا ظہر

حسب سابق بعد نماز ظہر فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔ دوران جلوس مختلف مقامات پر زعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

جملہ مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما تحریک ختم نبوت کے قائدین زعماء احرار، وکلاء صحافی، دانشور اور طالب علم رہنما خطاب کریں گے نیز قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ دہرایا جائے گا

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 0301-3138803,047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35912644 چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 24 شمارہ 1 صفر 1434ھ — جنوری 2013ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	نیا سال، وہی دشت نوردی!	مدیر	2
دین و دانش:	بہارِ باغِ رسالت کی آمد آمد ہے	سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ	4
//	اُمتِ محمدیہ کے ۷۳ فرقوں والی حدیث	مولانا محمد مغیرہ	7
//	تاریخ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم (قسط:۱)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	13
//	آیت تبلیغ اور امامت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	22
افکار:	''پرویز'' نام تبدیل کیا جائے...... ہے کوئی سعید روح؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	32
یادِ رفتگاں:	استاذ القراء، قاری محمد یعقوب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	محمد عبدالرحمٰن جامی	34
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۲۰)	پروفیسر خالد شبیر احمد	36
مطالعہ قادیانیت:	مرزا قادیانی، امام وقت یا دجّالِ وقت	سید منیر احمد بخاری	46
حُسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	محمد عابد مسعود ڈوگر	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	54
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— 200/- روپے
بیرون ملک —— 1500/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل تو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات		مدیر

نیا سال، وہی دشت نوردی!

نئے ہجری قمری سال ۱۴۳۴ھ کے آغاز کے ڈیڑھ ماہ بعد نیا شمسی سال ۲۰۱۳ء بھی شروع ہو چکا ہے۔ چاند اور سورج دونوں اللہ کے حکم سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چونکہ دونوں کے طلوع وغروب کا نظام خالقِ مطلق اللہ جل شانہٗ کے قبضے میں ہے اس لیے ساری مخلوق تک ان کی روشنی پہنچ رہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور سورج اپنے مقرر رستے پر چلتا رہتا ہے''

''اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں'' (سورۃ یٰسین: ۳۸، ۳۹)

اللہ نے کائنات کو تخلیق کیا اور تمام مخلوقات کو پیدا کیا تو اُس کے لیے نظام بھی خود ہی تخلیق کیا۔ کوئی اس نظام کو بدل سکتا ہے نہ اس میں مداخلت کر سکتا ہے۔

''مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اُسی کا ہے'' (اعراف: ۵۴)

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی گزارنے کے لیے اپنی مخلوق کو جو طریقہ، قرینہ، سلیقہ اور قانون عطاء فرمایا ہے وہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اسلام ہی دین ہے اور دینِ فطرت ہے۔ قرآن، حکم وقانونِ الٰہی اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، نفاذِ قانون کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایمان والوں کو تو حکم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کریں۔ مسلمانوں کی کامیابی قرآن و سنت پر عمل کرنے میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح ماہ وسال، لیل ونہار، چاند تارے، سورج اللہ کے حکم سے کامیاب سفر کر رہے ہیں اسی طرح ہم مسلمان بھی صرف قرآن وسنت پر عمل کر کے ہی دنیا وآخرت کی بھلائیاں حاصل کر سکتے ہیں اور زندگی کا سفر کامیابی سے مکمل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔

آج مُسلم اُمّہ پریشان ہے، طاغوت کی غلام ہے اور عالمی استعمار کے مظالم کا شکار ہے تو اُس کی صرف اور صرف ایک ہی وجہ ہے کہ اسلام کو بطور نظامِ حیات اور قانونِ حیات رائج نہیں کیا گیا۔ خصوصاً وطن عزیز پاکستان، جو نفاذِ اسلام کے وعدے پر مسلمانوں کی حمایت سے حاصل کیا گیا اُس میں اسلام کا مذاق اڑایا گیا، قرآن وسنّت کے واضح احکامات کی توہین کی گئی اور اللہ سے کیے گئے وعدوں سے انحراف کیا گیا۔ پینسٹھ برس سے حکمران ٹولہ ''پاک سرزمین'' پر اسلامی اقدار اور اسلامی نظام کو روندرہا ہے۔ اسلام چاہنے اور اسلام پسند کرنے والوں پر مظالم ڈھا رہا ہے۔ ظاہر ہے اس کے نتیجے میں اللہ کی مدد تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ دہشت گردی اور بدامنی اللہ کے عذاب نہیں تو اور کیا ہیں؟ کراچی قتل و غارت کا مرکز بن گیا، خیبر پختون خوا میں بم دھماکے روزمرہ کا معمول ہو گئے۔ امریکی و نیٹو فورسز کی طرف سے ڈرون حملے

حکمرانوں کی بے بسی، سیاسی افراتفری اور معاشی عدم استحکام، عذاب ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔

نیا سال شروع ہو گیا لیکن حکمرانوں اور سیاست دانوں نے گزشتہ سال کے واقعات سے کچھ نہیں سیکھا۔ الیکشن ہوتے ہیں یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ الیکشن ہو بھی جائیں تو کیا اس سے کوئی تبدیلی اور کوئی بہتری بھی آئے گی؟

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

''مخلوق میں جب تک خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا، دنیا میں امن نہ ہوگا''

اگر نظام نہیں بدلا جاتا اور ریاست کی اعتقادی و نظریاتی سرحدوں کی حفاظت نہیں ہوتی تو انتخابات بروقت ہو بھی جائیں تو پھر بھی حالات یہی رہیں گے۔

پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہو گی
پھر وہی پاؤں ، وہی خارِ مغیلاں ہوں گے

احرار اور ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر:

مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام ۳۵ویں سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ کو مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہو رہی ہے۔ یہ کانفرنس اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں منعقد ہونے والی ''احرار تبلیغ کانفرنس'' کا تسلسل ہے۔ یہی کانفرنس قیام پاکستان کے بعد چنیوٹ میں منعقد ہوتی رہی اور اب چناب نگر میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا یہ پاکیزہ و نورانی سلسلہ جاری ہے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ اکثر قادیانی عقیدۂ ختمِ نبوّت کی حقیقت سے لاعلم و بے خبر ہیں۔ اس حقیقت سے انہیں باخبر کرنا اور انہیں اسلام کی دعوت دینا ہمارا دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔ احرار کارکن اسی فریضہ کی ادائیگی کے لیے ۱۲؍ربیع الاوّل کو چناب نگر میں جمع ہوں گے۔ ان شاء اللہ

نقیبِ ختمِ نبوّت آپ تک پہنچے گا تو کانفرنس میں تقریباً بیس روز باقی رہ جائیں گے۔ احرار کارکن کانفرنس کی تیاری کریں، زیادہ سے زیادہ احباب کو شرکت کی دعوت دیں اور انہیں اپنے ہمراہ لا کر اجتماع کو کامیاب بنائیں۔ اشتہارات آپ تک پہنچ چکے ہیں انہیں زیادہ سے زیاد پھیلائیں اور اہم مقامات پر چسپاں کریں۔ اپنے اپنے علاقوں میں مقامی کارکنوں کے اجلاس منعقد کریں۔ مساجد میں مختلف نمازوں کے بعد کانفرنس کے اعلان اور شرکت کی دعوت کا اہتمام کریں۔ ختمِ نبوت کانفرنس کو ہر اعتبار سے کامیاب بنانا احرار کارکنوں کی جماعتی ذمہ داری ہے۔ اس کام کے لیے وہ اپنے آپ کو مستعد کر لیں۔ کانفرنس اور جلوس کی کامیابی کے لیے اپنی بہترین صلاحیتیں اور توانائیاں صرف کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے، حفاظت فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے (آمین)

بہارِ باغِ رسالت کی آمد آمد ہے

سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ

سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ برس کی عمر میں یہ مضمون تحریر کیا جو نومبر ۱۹۸۶ء میں
جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اِدارت میں چھپنے والے پندرہ روزہ
''الاحرار'' لاہور میں شائع ہوا۔ ربیع الاول کی مناسبت سے قندِ مکرر کے طور شائع کیا جارہا ہے (ادارہ)

بہارِ باغِ رسالت کی آمد آمد ہے　　خدائے پاک کی رحمت کے چھائے ہیں بادل
عرب سے اُٹھ کے زمانے میں یہ گھٹا برسی　　درخت سبز ہوئے پھوٹنے لگی کونپل
نبی نے درسِ تمدن دیا ، زمانے کو　　بتایا رازِ اُخوت بشر کو پہلے پہل

کہیں نظر سے ظفر علی خاں کے یہ شعر گزرے تھے۔ اُنہی کے زیرِ اثر کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے صرف اور صرف اس لیے کہ

ہو سگانِ مدینہ میں نام میرا شمار

۱۔　خطۂ حجاز پر نور و سرور کے بادل، کیفیات، برکات اور رحمت کی برسات اُمڈ رہی ہے۔ فرشتے اس خطہ کی خوش قسمتی اور خوش نصیبی پر ناز کر رہے ہیں۔ انبیاء و رسل علیہم السلام انبساط و بہجت اور رشک وفخر میں مصروف ہیں۔ رحمتِ باری تعالیٰ اپنی وسعتوں اور عظمتوں کے دہانوں کو وسیع تر کر کے دنیا والوں کو نعمت ہائے فطرت کے حصول کا منبع عطا کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔ مسندِ رسالت و نبوت اپنی خوش نصیبیوں پر شاداں، فرحاں اور نازاں ہے۔ گویا کسی بطلِ جلیل اور رجل بے مثیل کا انتظار ہے۔ کسی نجات دہندہ، کسی دانائے راز، کسی مولائے کائنات اور کسی سب سے برگزیدہ کا انتظار ہے اور نوعِ انسانی کے قائدِ اعظم اور ہادیٔ عالم کے استقبال کے لیے کائنات کی بہاریں، رعنائیاں اور دل فریبیاں اپنے حسن کو مزید نکھار رہی ہیں۔ اور استقبال آقا کے لیے فضائے بسیط جگمگا اٹھی ہے۔ بادِ صبا چمن چمن معطّر ہواؤں کے جھونکے خیرات کی مانند بکھیرے چلی جارہی ہے۔ باغِ رسالت میں بہارِ دائمی آیا ہی چاہتی ہے۔ گویا رحمتِ خداوندی کے بادل کائنات پہ سایہ فگن ہیں کہ برسنا چاہتے ہیں۔

۲۔　اور دیکھو! آخر کو وہ سحابِ رحمت ایزدی برس پڑے۔ کائنات میں نور، نورانیت، برکت اور حسن وحمد کا سیلاب

بینہ کی صورت میں چھاجوں برس کر رم جھم نور کا، عرفان کا سامان کرنے لگا اور کیفیات میں مچلنے اور چھلکنے کے عوامل کا گمان ہونے لگا۔ بہارِ دائمی باغِ رسالت میں وارد ہوئی اور کائنات پلک جھپکنا بھول گئی۔ کائنات اُس کے چہرہ پہ جھک کے بوسے لینے لگی کہ شاید اس مجسم برکت ورحمت سے لَمسِ عقیدت ہی میری رفعتوں اور وسعتوں کو دائمی بنادے۔ جی ہاں! وہ رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیّین، آخر المعصومین، فخرِ رسل، سردارِ کائنات، آقائے دوعالم، شافعِ محشر، ساقیِ کوثر، حبیبِ رب کبریاء، محبوبِ خالق ہر دوسرا اور اس عالمِ تخلیق کا حقیقی اور اکلوتا قائدِ اعظم حجاز مقدس کی سرزمین پر اُتر آیا۔ جس کے آنے سے دلوں کی ویرانی وبیابانی، رنگ ونور اور حیات وحرارت میں ڈھل گئی۔ جس کے آنے سے ہر طرف اُمید نے نومیدی کو، آس نے یاس کو اور جاں نثاری نے جاں کَنی کو بیخ وبُن سے اکھیڑ دیا اور ایک مبارک دور کا نقطۂ آغاز جلوہ فگن ہوگیا۔ ایک نیا عہد شروع ہوا۔ ایک جہانِ نو پیدا ہوا۔ ایک نئی اُمنگ دلوں میں مچلنے، دماغوں میں تڑپنے اور لبوں پہ رقصاں ہونے لگی۔ چراغِ زیست اپنی ترنگ میں کچھ اور فروزاں ہوگیا۔ کائناتِ خیال کے صحنِ چمن میں مسرتیں کچھ اور سرعت، شدت اور جذب ومحبت سے اس ظہورِ قدسی میں نہال ہوکر...... قربان ہونے لگیں کہ:

تھا جس کا انتظار وہ شہکار آ گیا

وہی شاہکار، وہی ہادیٔ عالم، وہی قائد اعظم جس نے تڑپتی، سسکتی، گرتی، پڑتی، مرتی اور جانکنی سے دوچار انسانیت کو اُمید دی، زندگی دی، حیات دی، بقا دی، آگہیٔ ارتقا دی...... گویا اس کی زندگی نے زندگی کو زندگی بخشی۔ اس والیٔ اُمّت اور رحمت کائنات نے آتے ہی کفر وشرک، باطل وجاہلیت اور حیوانیت وبے بصریت کے اندھیاروں کو نورِ نبوّت کے اجالوں سے جلا کر بھسم کر دیا۔ اور اس خاکستر کو کوسوں دور، اُن عمیق غاروں میں دھکیل دیا کہ جو اُن کا اصل مسکن تھے۔ اُسی نے بہ قولِ شاعر ارشاد فرمایا:

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ　　پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار　　اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

۳۔ اور پھر واقعی اس نے آپ اپنا جہاں پیدا کرنے کا وہ ازلی وابدی درس، پیغامِ ہدایت وحریّت، زمزمۂ ولولہ افزاء، پیامِ کفر شکن، نوائے ایمان انگیز اور مژدۂ حرارت پرور دیا کہ پوری گمراہ انسانیت میں سے ایک اُمّت کے لازوال ولامثال خدوخال اُجاگر کر دیے۔ اور اس کے دامنِ لطف وکرم سے جو بھی منسلک ہوا اُس نے طریقِ زندگی بھی دیا اور درسِ زندگی بھی! اُس نے تمدُّن، تہذیب، ثقافت، معاشرت کی بنیاد، اٹل دائمی اور حسیں بنیاد، خودداری اور خود آگہی سے عبارت

تشخص پر رکھی۔ اُس نے اُمّت کے لیے باہمی اُلفت کو کامیابی کی شرطِ اوّل ٹھہرایا۔ اُس نے اُخوّت وایثار کو بنیاد بنایا اور پوری قوم مسلم کو ایک سیسہ پلائی دیوار بنایا اور وحدت فکر وعمل کی ایک لڑی میں پرو دیا۔ اُس نے کہا کہ اگر محبت کا شبستان سامنے ہو تو جُوئے نغمہ خواں بن جاؤ! اور اگر کفر کے کوہستان وسنگستان سامنے آئیں تو سیل تندرو بن کر اُنہیں مسمار وزمیں بوس کردو۔ اس نے ہمیں ایک لائحہ عمل دیا جو کامل، اکمل، مکمل اور جامع ہے، وہی لائحہ عمل کہ جسے جانشینان نبوّت نے حرزِ جاں بنایا تو پوری دنیا کے ابلیسی نمائندوں کی دنیائیں تہ وبالا ہو گئیں۔

آج بھی تاریخ کے صفحات پکار رہے ہیں۔ زمانہ کی کروٹیں گواہی دے رہی ہیں، حالات کی پیشانی پر ایک ہی تحریر رقم ہے کہ وہی نظام فلاح وکامیابی کا ضامن ہے۔ عظمت وسربلندی کا ضامن ہے۔ تعمیر وترقی کا ضامن ہے۔ اور وہی نظام دارین کی سرخروئی کا ضامن ہے جو ہادیٔ عالم اور کائنات کے پہلے اور آخری قائدِ اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا۔ اور اُن کے صحابۂ کرام نے جاری ونافذ کیا۔ یہی وہ نظام ہے جو لاکھوں کروڑوں افلاطونوں اور کارل مارکسوں کی دانشوں اور تھیوریوں سے مستغنی اور ممتاز ہو کر اپنی بے مثل شان کا تا قیامت مظاہرہ کرنے کی سرمدی سرشت کا مالک ہے۔ آخر کیوں نہ ہو کہ یہ اُسی نبیٔ اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہے کہ جو:

شعور لایا کتاب لایا، وہ حشر تک کا نصاب لایا
دیا بھی کامل نظام اُس نے اور آپ ہی انقلاب لایا
وہ ہر زمانہ کا راہبر ہے مرا پیمبر ''عظیم تر'' ہے

(پندرہ روزہ ''الاحرار'' لاہور، شمارہ ۱۵۔۱۶، جلد ۱۶، ربیع الاول ۱۴۰۷ء مطابق نومبر ۱۹۸۵ء)

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

اُمّتِ محمدیہ کے ۷۳ فرقوں والی حدیث

۱۹۷۴ء کو پاکستان قومی اسمبلی کا قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ اور قادیانیت کا بے جا واویلا

مولانا محمد مغیرہ

قادیانیوں کا مبلغ رسالہ ’’ہفت روزہ لاہور‘‘ بابت ماہ ستمبر ۸ تا ۱۴۔۲۰۱۲ء جو لاہور ہی سے شائع ہوتا ہے اس کے صفحہ ۴ پر مظفر احمد درانی کا ایک مضمون بعنوان ’’حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیش گوئی جو ۷ ستمبر کو پوری ہوئی‘‘ میرے سامنے ہے۔ جس میں اُمّتِ محمدیہ سے متعلق ۷۳ فرقوں والی حدیث کو سامنے رکھ کر اپنے دھرم قادیانیت کے اُمّتِ محمدیہ کا ۷۳ واں فرقہ ہونے پر زور آزمائی کی ہے۔ اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دینے اور اس کو ملک پاکستان کے آئین کا حصہ قرار دینے پر نہایت ہی پریشانی اور غم وغصہ کا اظہار کیا ہے۔

یہ نئی بات نہیں ہے کہ جب چور ڈاکو پکڑا جائے تو عدالت میں اس پر شہادتیں ہو جانے کے بعد اس کو عدالت سزا سنا دے تو فیصلہ سن کر وہ خوش نہیں ہوتا وہ یہی کہتا ہے کہ میرے پر عدالت نے ظلم کیا ہے، جج نے رشوت لے لی ہے یا میرے مخالف کی طرف سے کسی دباؤ کی وجہ سے میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے، روتا ہے پیٹتا ہے اور کہتا جا رہا ہوتا ہے کہ میں تو اس گلی سے گزر رہا تھا کہ مجھے مخالفت کی وجہ سے پکڑ کر میرے پر چوری یا ڈکیتی کا الزام لگا کر طاقت کے بل بوتے مجھے سزا دلوا دی ہے۔ اور اس غم اور پریشانی میں روتے پیٹتے کو دیکھ کر کچھ لوگ جو اس کے جرم سے واقف نہ ہوں وہ کہہ بھی دیتے ہیں کہ اس پر ظلم ہوا ہے ایسے ہی مظفر درانی ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کہ ’’قادیانی کافر ہیں‘‘ پر پریشانی غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں اور چور کی طرح اپنے جرم کا اعتراف کرنے کی بجائے واویلا کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہم (قادیانی) تو ۷۳ فرقوں کی حدیث کے مطابق ۷۳ واں فرقہ ہیں۔ ۱۹۷۴ء کی حکومت نے مولویوں کے دباؤ میں آکر ہمیں کافر اقلیت قرار دیا ہے۔ جیسے اوپر دی گئی مثال میں چور ڈاکو کی سزا کے بعد کے رونے دھونے اور اپنی صفائی میں پیش کی جانے والی ہر بات دھوکہ دہی پر محمول ہوتی ہے ایسے ہی مظفر احمد درانی کا ۷۳ فرقوں والی حدیث کو اپنے دفاع میں پیش کرنا بھی دھوکہ دہی پر ہی مبنی ہے۔ مظفر احمد درانی کے پیشوا بلکہ ان کے نبی ورسول مرزا قادیانی کے تمام دعاوی دھوکہ وفراڈ پر مبنی تھے۔ مرزا قادیانی تو ایک کم علم (کہ میٹرک کے امتحان میں فیل ہو گئے تھے) کہ اپنی بات کو جھوٹ دھوکہ فراڈ کے لبادہ میں پیش کرنے کے انجام سے بے علم ہو لیکن مظفر احمد درانی (قادیانی) مرزا قادیانی سے زیادہ پڑھے لکھے معلوم ہوتے ہیں کو ضرور معلوم ہوگا کہ دھوکہ دہی کا کیا انجام ہوتا ہے لیکن پھر بھی دھوکہ سے ہی کام لیا کہ چور کی عزت اسی میں ہے کہ وہ چوری کو اپنے خلاف الزام سمجھے اگر چوری کا اعتراف کر لیا تو پھر عزت کہاں کہ پھر عام آدمی بھی لعنت بھیجنا ہی اچھا سمجھے گا۔

۷۳ فرقوں والی حدیث کے الفاظ اس کا ترجمہ اور پھر اس کو پیش کر کے کیسے دھوکہ کیا جا رہا ہے ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملّة و تفترق اُمّتی علیٰ ثلاث و سبعین ملّة کلھم فی النار الا ملّة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللّٰہ قال ما انا علیه و اصحابی.

(جامع ترمذی ابواب الایمان۔ باب: افتراق ہذہ الامّۃ)

ترجمہ: تحقیق بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری اُمّت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے ایک فرقہ کے سوا تمام جہنم میں جائیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ جہنم سے نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا تو (حضور علیہ السلام نے) فرمایا جو (فرقہ) میری اور میرے صحابہ کی سنت، راہ پر ہوگا۔

اس حدیث میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں۔

۱۔ **تفترق اُمّتی علیٰ ثلاث و سبعین ملّة** کہ میری اُمّت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوگی

۲۔ ۷۳ واں فرقہ نجات پانے والا ہوگا تو اس کی شناخت یہ ہے وہ میرے اور میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستہ پر ہوگا

آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا اس حدیث میں دونوں باتوں کی روشنی میں قادیانی گروہ کی کیا حیثیت بنتی ہے۔

اس وقت دنیا میں کچھ اُمّتیں موجود ہیں جو اپنا تعلق آسمانی کتب اور جن پر وہ کتابیں اتریں ہیں ان سے بتاتی ہیں اور ہر ایک اُمّت کی اپنی الگ پہچان ہے۔ یہودی ایک اُمّت ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی و رسول مانتی ہے۔ عیسائیوں کی الگ پہچان ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو نبی برحق مانتے ہیں مگر ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے سے یہودی اُمّت سے کٹ کر الگ اُمّت عیسائی کہلائی ان کا یہودیت سے کوئی تعلق نہ رہا۔

ایسے ہی ایک اُمّت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی مانتے ہیں مگر ان کے بعد ایسے ہی ایک اور ذات اقدس کو اللہ کا نبی و رسول مانتے ہیں اور اس ذات اقدس کا نام نامی اسمِ گرامی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جن جن افراد نے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی و رسول مان لیا وہ نہ یہودی رہے نہ عیسائی ان سابقہ دونوں قوموں سے کٹ کر الگ اُمّت کہلائے۔

نبی جدا، اُمّت جدا جیسے اُمّت بنتی ہے نبی سے ایسے ہی اُمّت بدلتی بھی نبی سے ہی ہے۔ اس بات کا اعتراف تو مظفر درانی کو بھی ہوگا کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی و رسول مانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کہا ہے:

''**محمد رسو اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم**'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (روحانی خزائن، جلد: ۱۸، ص: ۲۰۷)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (روحانی خزائن، جلد: ۱۸، ص: ۲۳۱)

تو جب قادیانیوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام قادیانی کو نبی بھی اور رسول بھی مان لیا ہے تو نبی کے بدلنے سے اُمّت خود بخود بدل گئی وہ اُمّتِ محمدیہ میں رہے ہی نہیں تو پھر اُمّتِ محمدیہ کا ۷۳واں فرقہ کیسے ہوئے؟ مظفر احمد درانی کی کمال ہوشیاری ہے، کمال دھوکہ دہی ہے کہ وہ قادیانیوں کو اُمّتِ محمدیہ کا ۷۳واں فرقہ قرار دے رہے ہیں۔ مگر کیسے؟

حدیث میں قابلِ توجہ دوسری بات: **ما انا علیه و اصحابی**

(کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہوگا) جو میرے اور میرے اصحاب کے راستہ پر ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت سے متعلق کیا راستہ تھا، اور اصحاب رسول کا راستہ کیا تھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت سے متعلق ان لفظوں میں اعلان کروایا:

''**قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا**'' (سورت اعراف، آیت: ۱۵۸)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت سے متعلق یوں ارشاد فرمایا:

''**ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی الانبیاء**'' (مسلم شریف، جلد: ۱، ص: ۱۹۹)

میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کر دیے گئے ہیں۔

''**انا خاتم النبیین لا نبی بعدی**'' (ترمذی، جلد: ۲، ص: ۴۵)

میں نبیوں میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کے علاوہ بیسیوں احادیثِ رسول کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جس کو نبوّت ملے۔

اور اصحاب رسول علیہم الرضوان کا راستہ بھی یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اس پر بیسیوں روایات کتب احادیث میں موجود ہیں اور اسی وجہ سے مسیلمہ کذاب کے ساتھ یمامہ میں جنگ ہوئی، کثیر تعداد میں صحابہ رضی اللہ عنہم اس میں شہید ہوئے اس وقت تک جنگ ختم نہ کی جب تک کہ مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم نہ کیا۔ ایسے ہی جن بد بخت افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا اُمّت کے افراد نے ان کو تہہ تیغ کیا۔ کسی ایک صحابی رسول سے بھی قطعاً ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئی نبوت کے قائل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا راستہ نبوت سے متعلق بالکل واضح اور دوٹوک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں کئی بدقسمت ہوں گے جو گمان کریں گے کہ وہ نبی ہیں مگر وہ جھوٹے ہوں گے۔ اس اعتبار سے بھی قادیانی اس حدیث کا مصداق نہیں کیونکہ قادیانی طبقہ اللہ کے نبی ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے راستہ (سنت) پر نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ مرزا قادیانی کو نبی ورسول مانتے ہیں تو ۷۳ فرقوں والی حدیث کے بالکل الٹ ہو کر کیسے اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ اُمّتِ محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی دعویٰ نبوت کرے جھوٹا اور کافر ہے۔

اُمّتِ محمدیہ کا فیصلہ فتاویٰ عالمگیری جلد:۳،ص:۲۶۳ پر ان لفظوں میں مرقوم ہے:

''اذا لم یعرف الرجل ان محمداً صلی اللّٰہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم و لو قال انا رسول اللّٰہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر''

ترجمہ: جب کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اور ایسے ہی اُمّتِ محمدیہ کا اتفاقی فیصلہ شرح فقہ اکبر کے ص:۲۰۲ پر اس طرح مرقوم ہے:

''دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالاجماع''

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بالا جماع کافر ہے۔

جب اصحاب رسول سے لے کر تمام اُمّتِ محمدیہ اس پر متفق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے تو پھر مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ نبوت کو کیونکر قبول کر کے اُمّتِ محمدیہ میں داخل سمجھا جائے؟ مرزا قادیانی اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو چکا تھا جس وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اگر قادیانیوں کو مسلمان کہلوانا اچھا لگتا ہے تو وہ مسلمانوں کے عقائد کو من وعن قبول کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بشمول مرزا قادیانی ہر قسم کے دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر سمجھیں تو دروازے کھلے ہیں بسم اللہ اور اگر قادیانی یہ سمجھیں کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یا مرزا قادیانی کو نبی ورسول بھی سمجھیں اور مسلمان بھی کہلائیں تو یہ ان کا خواب ہے۔ اس حالت میں وہ کل بھی کافر تھے آج بھی ہیں، جب تک اس حالت میں رہیں گے کافر ہی رہیں گے۔ اور اُمّتِ محمدیہ کا فیصلہ کوئی وقتی یا کسی خاص شخص سے متعلق جذباتی فیصلہ نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے اس فیصلہ کی زد میں جو بھی آیا یا آئندہ آئے گا کسی سے نرمی کا معاملہ نہیں ہو گا اور یہی فیصلہ قیامت کی صبح تک رہے گا۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء:

۷/ستمبر کو کوئی انہونی بات نہیں ہوئی جس کا واویلا قادیانی کرتے تھکتے ہی نہیں۔ ۱۹۴۷ء کو کرۂ ارض پر ملک پاکستان طلوع ہوا جس میں مختلف قومیں آ کر آباد ہوئیں، مسلم قوم اکثریت جبکہ عیسائی، ہندو، سکھ قوم بھی اس مملکت میں آباد ہوئیں۔ ایک قوم اور بھی اس مملکت میں آ کر آباد ہوئی جو نہ مسلمان تھی نہ عیسائی نہ ہندو نہ سکھ مگر دھوکہ دہی سے وہ قوم اپنے آپ کو مسلمان کہلواتی حالانکہ ان کے عقائد ونظریات مسلمانوں کے ساتھ نہیں ملتے سب سے بڑی بات کہ مسلمان قوم کے نبی و رسول راہنما حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب کہ قادیانی قوم کے نبی ورسول مرزا قادیانی ہیں۔ تو بجا طور پر وارثانِ اسلام نے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانی قوم مسلمان قوم کا حصہ نہیں ان کو مسلمان قوم کا حصہ نہ سمجھا جائے اور قادیانیوں کے عقائد ونظریات خلافِ اسلام ہونے کی وجہ سے آئینی طور پر ان کو کافر اقلیّت قرار دیا جائے۔

حلالی بیٹے کسی اور کو دھوکہ سے اپنے باپ کی وراثت میں شامل نہیں ہونے دیتے اگر کوئی فرد دھوکہ دہی سے باز

نہ آئے تو ملک کی عدالت میں کیس دائر کیا جاتا ہے اور اس عمل کو کبھی بھی برا نہیں سمجھا جاتا۔ مسلمان قوم ایک طویل عرصہ حکومت پاکستان سے مسلسل مطالبہ کرتی رہی کہ قادیانیوں کو آئینی طور پر کافر اقلیّت قرار دیا جائے، یہ مسلمان قوم کا حصہ نہیں مگر بوجوہ حکومتیں متوجہ نہ ہوئیں بالآخر مسلمان قوم کے مطالبہ کے تسلسل کی وجہ سے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی حکومت نے مسلمان قوم کے مطالبہ کی طرف توجہ کی۔

وہ بھی صرف مسلمان قوم کا مطالبہ سن کر حکومتی اعلان کر کے قادیانیوں کو کافر اقلیّت قرار نہیں دیا اور خاموشی سے رات کی تاریکی میں یہ فیصلہ نہیں سنایا گیا بلکہ ملک کی نیشنل اسمبلی میں باضابطہ طور پر اس قضیہ کو سنا گیا۔ قادیانی گروپ کے مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر مسٹر صدرالدین اور جنرل سیکرٹری مسعود بیگ نے باضابطہ اور آزادانہ طور پر ملک کی نیشنل اسمبلی کی اس کارروائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اپنے دھرم کو اسلام ثابت کرنے کی سرتوڑ کوشش کی، تاویلی حربوں کا سہارا لیا ان کا خیال تھا کہ اسمبلی میں بیٹھے ارکان ان کے تاویلی حربوں کو نہ سمجھ پائیں گے اور ان کا یہ حربہ کارگر ثابت ہوجائے گا۔ مگر قادیانیوں کو اس بات کا علم نہیں کہ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ کوئی مغلق دبیز پردوں میں چھپا سمجھ میں نہ آنے والا گنجلک دین نہیں، اس دین کا ہر مسئلہ اتنا واضح اور اس کی روشنی اتنی کھلی کھلی ہے کہ کفر دور سے ہی کفر نظر آتا ہے۔

قادیانی، لاہوری دونوں گروپوں کے نمائندگان اپنے کفر کو چھپا نہ سکے۔ ارکان اسمبلی جو مرزا ناصر کے قمیص پہنے شلوار شیروانی میں ملبوس سفید داڑھی بڑی پگڑی طرہ لگائے ہوئے اسمبلی ہال میں داخل ہونے پر کہہ رہے تھے یہ شکل کیسے کافر کی ہے وہی ارکان اسمبلی مرزا ناصر کی زبان سے نکلے کفریہ کلمات سن کر بیک زبان پکار اٹھے کہ یہ کافر ہی ہے کہ خوبصورت چہرہ، سفید داڑھی، سر پر پگڑی اور طرہ اسلام کی علامت نہیں کہ ابولہب اپنے وقت کا بہت خوبصورت انسان تھا کہ ابولہب کہلایا مگر تھا کافر ہی۔

جس پر ملک پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر باضابطہ مرزا قادیانی کو ماننے والے دونوں گروپوں (قادیانی، لاہوری) کو غیر مسلم اقلیّت قرار دے کر مسلمان قوم سے اس طبقہ کے الگ ہونے کا اعلان کیا اور اس فیصلہ کو آئین پاکستان کا حصہ قرار دیا جس کا متن یہ ہے:

آئین پاکستان میں ترمیم کے لیے ایک بل۔

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعدازیں درج ذیل اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے لہٰذا بذریعہ ہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1...... مختصر عنوان اور آغاز

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا

2...... آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعدازیں آئین کہا جائے گا دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

3...... آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے مدعی کو نبی یا نبی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض ووجوہ:

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے کہ اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے کہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا نبی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

قارئین محترم قرآن وحدیث اور اُمّتِ محمدیہ کے متفقہ شرعی فیصلے کے مطابق جو قادیانی کافر تھے ہی مگر دھوکہ دہی تاویلی حربوں سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا ان کا وطیرہ تھا جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزا ناصر اور مسٹر صدرالدین اپنے دھرم کو اسلام ثابت نہ کر سکے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے منہ سے کفریہ غلاظت اگلنے پر مجبور ہوئے تو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر مرزا قادیانی کے نام لیواؤں کے دونوں گروپ (قادیانی، لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور قومی اسمبلی کے فیصلے کو آئین پاکستان کا حصہ قرار دیا تو اس کے بعد مرزائیوں کا کوئی حربہ کارگر نہیں رہا کہ وہ کسی طریقہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہلا سکیں۔ اب قادیانی مرزائیوں، لاہوریوں کے لیے دو راستوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں یا تو قرآن وحدیث، اُمّتِ محمدیہ کے متفقہ فیصلے اور آئین پاکستان کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر مشروط اور آخری نبی مانیں تو مسلمان کہلائیں ”یا“ قرآن وحدیث اور اُمّت کے چودہ سو سالہ متفقہ اجماعی فیصلے اور پاکستان کے آئین کے مطابق کافر بن کر رہیں مگر بجائے ان دو راستوں میں سے ایک کا انتخاب کرتے جب سے قرآن وحدیث کا فیصلہ ملک پاکستان کا حصہ بنا ہے اپنے آقاؤں امریکہ وبرطانیہ سے مسلسل آہ وزاریاں کرتے جا رہے ہیں کہ قادیانیوں پر لاگو آئینی تلوار کہ ”قادیانی کافر ہیں“ کو ختم کراؤ۔ قادیانی اپنے آقاؤں پر اعتماد کے باعث اس امید پر گزارہ کرتے رہے ہیں کہ پرویز مشرف ضرور اس کام کو انجام دے گا۔ اُس کے کرائے گئے ریفرنڈم میں بھاگ بھاگ کر بوڑھے جوان، زن ومرد اس کے حق میں ووٹ ڈال رہے تھے مگر وہ ملک سے ایسا فرار ہوا کہ کم از کم قادیانیوں سے ہاتھ ہو گیا اور امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اب ہر آنے جانے والے پر امیدیں لگائے کل کی انتظار میں ہیں لیکن ہر ”کل“ ان کے لیے مشکلات سے گھرا ہوا ثابت ہو رہا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

قسط:۱

تاریخ ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

کتب تاریخ وسیَر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سالِ ولادت، مہینے اور تاریخ کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

سالِ ولادت:

ایک قول یہ ہے کہ ولادت ''عام الفیل'' سے قبل ہوئی پھر ۱۵ سال، ۳۰ سال اور چالیس سال قبل از واقعہ فیل کے اقوال بھی ملتے ہیں۔ اسی طرح ولادت سے متعلق واقعۂ فیل کے ایک سال بعد اور دس سال بعد کا قول بھی نقل کیا گیا ہے۔ جبکہ علّامہ قسطلانی نے عام الفیل سے قبل ولادت کی بابت تمام اقوال کی تردید کی ہے۔ صحیح قول کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔ اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد، جلد: اوّل، ص: ۸۱، سیرت ابن کثیر، جلد: اوّل، ص: ۲۰۱۔

خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں: ''اس بات پر اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے۔''

واقعۂ فیل محرم میں پیش آیا تھا اور اس کے پچاس یا پچپن دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ اکثر حضرات نے پچاس دن کا قول اختیار کیا ہے۔

امام ابنِ کثیر نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ:

''وَ قِيلَ بِخَمْسِينَ يَوْمًا وَ هُوَ اَشْهَرُ'' اور کہا گیا ہے کہ اصحابِ فیل کے واقعہ سے بچاس دن بعد ولادت با سعادت ہوئی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ (البدایہ والنہایہ، جلد: دوم، ص: ۲۶۰)

ماہِ ولادت:

جمہور علماء کے مطابق ربیع الاوّل میں ولادت ہوئی۔ علّامہ ابنِ جوزی نے اس بات پر محدّثین و مؤرخین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے محرم، صفر، ربیع الثانی، رجب اور رمضان کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں لیکن یہ تمام اقوال ضعیف ہیں۔

یومِ ولادت:

اس بات پر اربابِ تاریخ وسِیَر کا اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ’’پیر‘‘ کے روز ہوئی۔ حضرت ابوقتادہ انصاری سے مروی ہے کہ پیر کے دن کے روزے کے بارے میں اللہ کے رسول سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فِیْهِ وُلِدْتُ وَ فِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ یہی وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر…… جلد: اوّل، ص: ۳۶۸)

وقتِ ولادت:

وقتِ ولادت کے متعلق ’’دن، رات اور طلوعِ فجر‘‘ کے اقوال منقول ہیں لیکن جمہور مؤرخین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت صبح صادق کے وقت ہوئی۔

تاریخِ ولادت:

مؤرخین اور سیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت کے بارے میں ۲، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲/ ربیع الاوّل کے اقوال نقل کیے ہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

’’تاریخ کی تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں۔ حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مجروح قرار دیا ہے۔ مگر مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن البزاز نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔ اور محمود پاشا مصری نے جونویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس کی بناء پر کی جائے۔‘‘ (سیرت خاتم الانبیاء، ص: ۲۰)

یہ ملحوظ رہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اسی کتاب میں آگے چل کر تاریخ وفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اسی حساب کی بنا پر ہی جمہور کے قول کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

’’تاریخ وفات میں مشہور ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مؤرخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی۔‘‘ (سیرت خاتم الانبیاء، ص: ۱۴۴)

موصوف کا تاریخ ولادت کے بارے میں نویں تاریخ کو ’’بے سند قول‘‘ قرار دینا اور بارہویں تاریخ پر اجماع نقل کرنا دونوں باتیں محلِ نظر ہیں۔ حافظ مغلطائی نے باقی اقوال کو مجروح قرار دے کر ۲/ ربیع الاوّل کے قول کو ترجیح دی ہے۔ واقدی اور حافظ ابن عبدالبر نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

شیخ قطب الدین، حافظ حمیدی، ابن حزم اور زہری سے ۸/ ربیع الاوّل کا قول منقول ہے۔ ابن عبدالبر نے بھی

اصحاب تاریخ سے یہی نقل کیا ہے۔اسی کو محمد بن خوارزمی نے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن دحیہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔

مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عبداللہ بن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے ۸؍ربیع الاوّل منقول ہے۔اور جمہور محدّثین و مؤرخین کا یہی مختار ہے۔'' (احسن الفتاویٰ، جلد: دوم، ص:۳۶۸)

موصوف اپنے ایک دوسرے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات جو زبان زدِ عوام وخواص ہوگئی ہے کہ ۱۲؍ربیع الاوّل تاریخ ولادت اور ۱۲؍ربیع الاوّل ہی تاریخ وفات ہے یہ بالکل غلط ہے......اس پر پوری دنیا کا اجماع ہے کہ رسول اللہ کا آخری حج جمعہ کے دن ۹؍ذی الحجہ کو ہوا۔سو اس سے ۶۳ سال پہلے کا حساب کرلیا جائے تو پیر کے دن ۱۲؍ربیع الاوّل کسی صورت نہیں بنتی بلکہ اس کے قریب قریب بھی نہیں بنتی، صحیح حساب اگر بنتا ہے تو پہلی تاریخ کا یا دوسری کا یا آٹھویں کا یا نویں کا اس لیے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور پیر کا دن یہ دو باتیں تو مسلّم ہیں اور ان دونوں کا اجتماع ۱۲، تاریخ کو کسی صورت ممکن نہیں البتہ مذکورہ تاریخوں میں سے کوئی سی تاریخ لے لی جائے تو حساب بن جاتا ہے۔پھر علاّمہ مغلطائی نے ۲؍ربیع الاوّل قرار دی ہے مگر حضرت ابن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے ۸؍ربیع الاوّل مأثور ہے اور اکثر محدّثین ومؤرخین کا یہی مختار ہے۔'' (ربیع الاوّل میں جوش محبت، ص ۶۔۸)

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری لکھتے ہیں کہ:

''عوام میں تو مشہور قول یہ ہے کہ ۱۲؍ربیع الاوّل تھی اور بعض کمزور روایات اس کی پشت پر ہیں اور اکثر علماء ۸؍ربیع الاوّل کہتے ہیں لیکن صحیح اور مستند قول یہ ہے کہ ۹؍ربیع الاوّل تاریخِ ولادت ہے اور مشاہیر علماء تاریخ وحدیث اور جلیل المرتبہ ائمہ دین اسی تاریخ صحیح اور اثبت کہتے ہیں۔چنانچہ حمیدی، عقیل، یونس بن یزید، ابن عبداللہ، ابن حزم، محمد بن موسیٰ خوارزمی، ابوالخطاب ابن دحیہ، ابن تیمیہ، ابن قیّم، ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی، شیخ بدرالدین عینی جیسے مقتدر علماء کی یہی رائے ہے۔

محمود پاشا فلکی نے ہیئت کے مطابق جو زائچہ اس غرض سے مرتب کیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اپنے زمانہ تک کے کسوف وخسوف (سورج گرہن وچاند گرہن) کا صحیح حساب معلوم کرکے پوری تحقیق کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ سن ولادت باسعادت میں کسی حساب سے بھی دوشنبہ (پیر) کا دن ۱۲؍ربیع الاوّل کو نہیں آتا بلکہ ۹؍ربیع الاوّل ہی کو آتا ہے۔اس لیے بلحاظ قوت وصحتِ روایات اور باعتبار حساب ہیئت ونجوم ولادت مبارک کی مستند تاریخ ۹؍ربیع الاوّل ہے۔(نیچے حاشیہ میں لکھتے ہیں) آٹھ اور نو کا اختلاف، حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ مہینے کے انتیس اور تیس کے حساب پر مبنی ہے اور جب کہ حساب سے ثابت ہوگیا کہ صحیح تاریخ ۲۱؍اپریل تھی تو ۸، کے متعلق تمام اقوال دراصل ۹ کی تائید میں پیش ہو سکتے ہیں۔'' (قصص القرآن اردو، جلد: چہارم، ص: ۲۵۷۔۲۵۸، مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی)

موصوف کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹ تاریخ کے قول کی اصل بنیاد ''پیر'' کے دن پر ہے۔اس حساب سے تو

''پیر'' کا دن ۲، تاریخ کو بھی آتا ہے اور کئی ایک مؤرخین سے ۲، تاریخ کا قول بھی منقول ہے۔ اس لیے جدید تقویمی حساب کی رو سے ۲ ربیع الاوّل کا قول بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ علاّمہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور واقدی نے معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سے یہی قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

۹ ربیع الاوّل تاریخ ولادت کے حوالے سے ارباب تاریخ و سِیَر کے اقوال کے علاوہ محمود پاشا فلکی نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی تحریر کیا ہے۔ ان کے استدلال کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سید ابراہیم کے انتقال کے وقت ۱۰ھ، میں سورج کو گہن لگا تھا اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا ترسٹھواں سال تھا۔

۲۔ ریاضی کے قاعدے سے حساب لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ھ کا گرہن جنوری ۶۳۲ء کو ۸ بج کر ۳۰ منٹ پر لگا تھا۔

۳۔ اس حساب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر قمری ۶۳ برس پیچھے ہٹیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا سال ۵۷۱ء ہے جس میں از روئے قواعد ہیئت ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ ۱۲ر اپریل ۵۷۱ء کے مطابق تھی۔

۴۔ تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا اور تاریخ ۸ سے ۱۲ تک منحصر ہے۔

۵۔ ربیع الاوّل مذکور کی ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن نویں تاریخ کو پڑتا ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر تاریخ ولادت قطعاً ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء تھی۔ (بحوالہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد: اوّل، ص: ۱۷۶۔ مؤلفہ علاّمہ شبلی نعمانی)

علاّمہ شبلی نعمانی کے علاوہ علاّمہ سید محمد انور شاہ کشمیری، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری اور مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی محمود پاشا فلکی کی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہوئے ۹ ربیع الاوّل کی تاریخ کو ہی ترجیح دی ہے۔ بعض حضرات نے لفظ ''محمدٌ'' کے اعداد (۹۲) سے یہ استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا عدد دیا گیا ہے (۹۲ میں دہائی ۹ کی ہے) اور یہی یعنی ۹ ربیع الاوّل آپ صلی اللہ علیہ کی تاریخ ولادت باسعادت ہے۔ پھر انہوں نے اس عدد کے اسرار و حقائق بیان کیے ہیں کہ یہ ایسا عظیم عدد ہے کہ ایک سے لے کر آٹھ تک سب اعداد اس میں مدغم اور موجود ہیں۔ ایک سے آٹھ تک جمع کریں تو آخری حاصل جمع ۹ ہی ہوگی اور اگر ایک سے آٹھ تک کو ۹ سے ضرب دیں تو پھر بھی آخری حاصل جمع ۹ ہی ہوگی۔

بلحاظ جمع: 1+2+3+4+5+6+7+8+9=45(4+5=9)

بلحاظ ضرب: 1x9=9,2x9=18(1+8=9),3x9=27(7+2=9),4x9=36(3+6=9),

5x9=45(5+4=9),6x9=54(4+5=9)7x9=63(3+6=9),8x9=72(2+7=9),9x9=81(1+8=9),

10x9=90(0+9=9)

اسی طرح ایک سے لے کر نو تک کی اکائیاں جمع کرنے سے بھی حاصل جمع ۹ ہی ہوگی۔

مثلاً: 9=5+9,4+6=9,3+7=9,2+8=1۔ملاحظہ ہو: ''شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن'' ص: ۱۸۸، مؤلفہ: مفتی احمد یار خان نعیمی گجرات، اقبال اور حبّ اصحاب وآل رضی اللہ عنہم، ص: ۴۳۔۸۰، مؤلفہ: عبدالستار نجم جھنگ)

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ لفظ ''محمد'' کے معروف اعداد ۹۲ ہیں اور ۹ سب سے بڑا عدد ہے لیکن اس سے تاریخ ولادت کا بھی ۹ ربیع الاوّل ہونا لازم نہیں آتا۔ یہ ملحوظ رہے کہ اہلِ تشیّع کے نزدیک تاریخِ ولادت ۱۷ ربیع الاوّل ہے۔ تاریخ ولادت کے بارے میں مذکورہ اقوال کے برعکس ایک مشہور قول بارہ ربیع الاوّل کا ہے۔ اکثر مؤرخین اور جمہور عوام اسی کے قائل ہیں بلکہ امام ابن جوزی اور ابن البز از نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اجماع کی بات تو صحیح نہیں البتہ مؤرخین کی اکثریت اس قول کو تاریخ ولادت قرار دیتی ہے۔

علّامہ ابن ہشام سب سے قدیم اور پہلے سیرت نگار محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ:

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِاِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ لَیْلَۃً خَلَتْ مِنْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِیْلِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''پیر'' کے دن بارہ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ السیر ۃ النبویۃ لابن ہشام، جلد: اوّل، ص: ۱۷۱، ابن جریر طبری، جلد: دوم، ص: ۱۲۵، تاریخ ابن خلدون، جلد: اوّل، ص: ۳۲، ابوالحسن علی الماوردی اعلان النبوۃ، ص: ۱۹۲، الوفاء لابن جوزی، ص: ۹۰، عیون الاثر، جلد: اوّل، ص: ۲۶، لابن سید الناس اندلسی سیرت ابن کثیر، جلد: اوّل، ص: ۱۹۹۔

موصوف نے تو اس قول کے متعلق یوں صراحت فرمائی ہے کہ ''**ثُمَّ الْجَمْھُوْرۃ عَلٰی اَنَّ ذٰلِکَ کَانَ فِیْ شَھْرِ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ** '' جبکہ اپنی تاریخ میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ ''**ھٰذَا ھُوَ الْمَشْھُوْرُ عِنْدَ الْجَمْھُوْرِ** '' (البدایہ والنہایہ، جلد: دوم، ص: ۲۶۰)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد دوم ص: ۱۵، مفتی محمد شفیع مرحوم سیرت خاتم الانبیاء، ص: ۲۰، الغرض اربابِ تاریخ وسِیَر نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے متعلق واقعۂ اصحاب فیل کے سال ۲، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲ ربیع الاوّل کے اقوال ذکر کیے ہیں۔

اگر ۲ یا ۹ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن تسلیم کیا جائے تو پھر ۸، ۱۰، ۱۲، کو کسی صورت میں ''پیر'' کا دن نہیں آ سکتا۔ اسی طرح باقی اقوال کا حال ہے کہ ان میں سے کسی ایک قول کے مطابق ''پیر'' کا دن تسلیم کرنے کی صورت میں دوسرے اقوال خارج از بحث ہو جائیں کیونکہ ''پیر'' کے دن ولادت کا ہونا ایک مسلّمہ اور نا قابلِ تردید حقیقت ہے۔

کتب تاریخ میں دس ربیع الاوّل کا ذکر بہت کم ملتا ہے نیز اس قول کو اگر اختیار کر لیا جائے تو پھر ۲، ۸، ۹، ۱۲ ربیع

الاوّل کو ''پیر'' کا دن نہیں ہوسکتا جبکہ یہی اقوال اربابِ تاریخ وسیَر کی بحث کا محور ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری نے آٹھ اور نو کے اختلاف کو غیر حقیقی اور مہینے کے کامل (تیس) اور ناقص (انتیس) ہونے پر مبنی قرار دیتے ہوئے آٹھ ربیع الاوّل سے متعلق تمام اقوال کو ۹ کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اس طرح اب ۲، ۹، ۱۲/ ربیع الاوّل میں سے کسی ایک قول کو ہی اختیار کیا جاسکتا ہے۔

واقدی، حافظ مغلطائی اور حافظ ابن عبدالبر نے ۲/ ربیع الاوّل کو اختیار کیا ہے۔ جن محققین کے نزدیک ۹/ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن ثابت ہے تو پھر اس کی رو سے ۲/ ربیع الاوّل کو بھی ''پیر'' ہی کا دن تھا اور یہ قول ایک لحاظ سے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اس پر بحث آگے آرہی ہے۔ ۹/ ربیع الاوّل کی تائید میں بھی کافی وزنی دلائل ہیں اور اس قول کو جدید وقدیم محققین کے علاوہ مشاہیر علماء تاریخ حدیث اور جلیل المرتبہ ائمہ دین نے اختیار کیا ہے۔ لیکن دوسری طرف مؤرخین کی اکثریت نے ۱۲ کے قول کو ترجیح دی ہے اور طویل عرصہ سے اُمّت کا تعامل بھی اسی پر چلا آرہا ہے۔ اب اس میں اشکال صرف یہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن نہیں آتا۔ جن حضرات نے ۹ کا قول اختیار کیا ہے ان کی سب سے بڑی دلیل ہی یہ ہے کہ کسی حساب سے بھی بارہ کو پیر کا دن نہیں آتا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے؟ اگر کسی حساب سے بارہ کو پیر کا دن آجائے تو پھر جمہور مؤرخین اور تعامل اُمّت کے پیشِ نظر ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو متفقہ طور پر اختیار کیا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ظہورِ اسلام سے پہلے دنیا کی متمدن اقوام میں متعدد ''سن'' جاری تھے۔ زیادہ مشہور یہودی، رومی اور ایرانی سن تھے لیکن بعثت نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر رائج نہیں تھا۔ وہ اپنی مرضی سے حرمت والے مہینوں میں تقدیم وتاخیر اور ردّوبدل کرتے رہتے تھے۔ اس عمل کو ''نسیٔ'' کہا جاتا تھا جس کی خاطر وہ سال کے بارہ مہینوں کی تعداد تیرہ یا چودہ بنالیتے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دور میں صرف ۱۰ھ، میں حج کا مہینہ اپنے اصلی وقت پر آیا ورنہ اس سے پہلے دوسرے مہینوں کا نام ''ذی الحجہ'' رکھ دیا جاتا تھا۔ ''نسیٔ'' کی منسوخی کا اعلان ۹ھ، حج کے موقع پر کیا گیا اور اگلے سال ۱۰ھ کا حج ٹھیک ان تاریخوں میں ہوا جو قمری حساب کے مطابق تھیں۔ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری، کتاب التفسیر تحت سورۃ التوبہ، باب قول ''اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتَابِ اللّٰه......

اسلام میں سن ہجری کا آغاز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بھی چھٹے سال بعد ۱۷ھ میں بعہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوا۔ لہٰذا اس سے پہلے کے تاریخی وتقویمی ریکارڈ کے متعلق کوئی قطعی دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن چونکہ اکثر مؤرخین نے ۱۲/ ربیع الاوّل کو تاریخِ ولادت قرار دیا ہے اُمّت کا تعامل بھی اسی پر ہے لہٰذا اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا کسی حساب سے ۱۲/ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن آسکتا ہے؟ راقم الحروف نے تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک حساب سے ۱۲/ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن ثابت کیا ہے جسے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:

علامہ ابوالحسن الماوردی (م ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

’’لِاَنَّهُ وُلِدَ بَعْدَ خَمْسِيْنَ يَوْمًا مِنَ الْفِيْلِ وَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِيْهِ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ الثَّانِيْ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ‘‘

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والد کی وفات اور واقعۂ اصحابِ فیل کے پچاس روز بعد بروز ’’پیر‘‘ بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ (اعلام النبوۃ، ص:۱۹۲)

حافظ ابن سید الناس الشافعی الاندلسی لکھتے ہیں کہ:

’’وُلِدَ سَيِّدُنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِاِثْنَتَيْ عَشَرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ عَامَ الْفِيْلِ قِيْلَ بَعْدَ الْفِيْلِ بِخَمْسِيْنَ يَوْمًا.‘‘

ہمارے آقا اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں ’’پیر‘‘ کے دن بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ واقعۂ فیل کے پچاس روز بعد ولادت ہوئی۔ (عیون الاثر، جلد: اوّل، ص:۲۶)

اس ضمن میں ایک قول واقعۂ فیل کے پچپن روز بعد کا بھی ہے لیکن امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

’’وَ قِيْلَ بِخَمْسِيْنَ يَوْمًا وَ هُوَ اَشْهَرُ‘‘ اور کہا گیا ہے کہ واقعۂ فیل کے پچاس دن بعد ولادت باسعادت ہوئی اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔ (البدایہ والنہایہ، جلد: دوم، ص:۲۶۰)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ صحیح روایات کے مطابق واقعۂ اصحابِ فیل کے پچاس روز بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق واقعۂ فیل اتوار کے دن ۲۲ محرم کو پیش آیا تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: ’’واقعۂ فیل ۲۲ محرم کو اتوار کے دن ہوا۔ بعض علماء نے اس کو متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس کے خلاف ہر قول کو وہم کیا ہے۔‘‘ (ملاحظہ ہو: گلدستہ تفاسیر، جلد: ۷، ص: ۸۰۷، تحت سورۃ الفیل، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، احسن البیان فی تفسیر القرآن، تحت سورۃ الفیل، ص: ۳۳۷، مؤلفہ: مولانا سید فضل الرحمٰن، مطبوعہ: زوّار اکیڈمی کراچی)

مولانا نسیم احمد غازی مظاہری فرماتے ہیں کہ:

’’یہ واقعہ بقول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۲۲ محرم یک شنبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تقریباً ۵۰ دن پہلے پیش آیا۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ امام بخاری کے استاذ ابراہیم بن المنذر نے فرمایا کہ اس میں علمائے اسلام میں سے کسی ایک کو بھی شک نہیں اور اسی پر اجماع ہے اور اس کے خلاف جس سے بھی منقول ہے وہ غلط ہے۔‘‘ (درسی تفسیر پارہ ۳۰، تحت سورۃ الفیل، ص:۴۱۴۔ مطبوعہ: مکتبہ حقانیہ ملتان)

مذکورہ متفق علیہ روایت کے مطابق اگر محرّم اور صفر کے مہینے کامل (یعنی تیس دن کے) ہوں تو واقعہ فیل کے ٹھیک

پچاس روز بعد بارہ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن آتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

عام الفیل ۲۲؍محرم، اتوار۔

۲۹؍محرم اتوار، ۶؍صفر اتوار، ۱۳؍صفر اتوار، ۲۰؍صفر اتوار، ۲۷؍صفر اتوار، ۴؍ربیع الاوّل اتوار، ۱۱؍ربیع الاوّل اتوار، ۱۲؍ربیع الاوّل ''پیر'' ۲۲ تا ۳۰ محرم (بشمول ۲۲ تاریخ)

۹ (دن) + ۳۰ (دن صفر) + ۱۱ (دن ربیع الاوّل) = ۵۰ دن۔

اس طرح ۱۲؍ربیع الاوّل تک واقعۂ فیل کے بعد پچاس دن بھی پورے ہوجاتے ہیں اور ''پیر'' کا دن بھی آجاتا ہے جس سے تاریخِ ولادت کے سلسلے میں اکثر مؤرخین کے قول اور ''تعاملِ اُمّت'' کی تائید ہوجاتی ہے۔ اس تحقیق کے برعکس اگر واقدی، حافظ مغلطائی اور حافظ ابن عبدالبر وغیرہم کے قول کے مطابق ۲؍ربیع الاوّل کو تاریخِ ولادت قرار دیا جائے تو ایک لحاظ سے یہ زیادہ صحیح تاریخ معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بھی ٹھیک تریسٹھ برس ثابت ہوجاتی ہے۔

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد تیرہ سال مکّہ مکرّمہ اور دس سال تک مدینہ منوّرہ میں قیام پذیر رہے اور تریسٹھ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ ملاحظہ ہو: (صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب: کم اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ و مدینۃ۔ جلد: دوم، ص: ۲۶۰)

تریسٹھ برس کی عمر حضرت عائشہ، حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سے روایت ہے کہ:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ وَ ھُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَّ سِتِّیْنَ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ وَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ مِثْلَہٗ. '' (صحیح بخاری کتاب المغازی، باب: وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۴۶۶، کتاب المناقب، باب: وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۵۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبل از ہجرت مکّہ مکرّمہ میں کل قیام:

ولادت ۲؍ربیع الاوّل عام الفیل میلادی ۱ تا ۵۳ میلادی، ۵۳ سال۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد از ہجرت مدینہ میں کل قیام:

یکم ربیع الاوّل ۱ھ تا یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ۔ دس سال، کل عمر مبارک ۵۳+۱۰=۶۳ سال۔

یہ ملحوظ رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقع پر بروز جمعرات یکم ربیع الاوّل کو مکّہ مکرّمہ سے روانہ ہوئے اور ۴؍ربیع الاوّل تک غارِ ثور میں مقیم رہے۔ ۵؍ربیع الاوّل بروز ''پیر'' علی الصباح غارِ ثور سے روانہ ہوئے اور ۱۲؍ربیع الاوّل ۱ھ بروز پیر بعد از زوال قُبا پہنچے جہاں چار دن تک قیام کرنے کے بعد ۱۶؍ربیع الاوّل بروز جمعہ مسجد بنی سالم میں

جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے بعد اسی روز مدینہ منوّرہ پہنچے۔(بحوالہ: ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، جلد: اوّل ،ص: ۳۱۸ مؤلفہ: مولانا سید فضل الرحمٰن، زوّار اکیڈمی کراچی)

چونکہ یکم ربیع الاوّل تا ۱۵؍ربیع الاوّل یعنی سفرِ ہجرت کی مدت بھی مدنی تقویم وقیام کا ہی حصہ ہے اس لیے ان ایام کو مدنی زندگی میں شامل کیا گیا ہے۔ اگرچہ جمہور مؤرخین تاریخِ ولادت کی طرح تاریخِ وفات میں بھی مختلف الرائے ہیں لیکن محققین کے نزدیک راجح ترین اور مستند ترین قول یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ کا ہے۔ (تاریخِ وفات پر مستقل مضمون اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں) اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ زیست ۲؍ربیع الاوّل عام الفیل سے شروع ہوکر یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ کو اختتام پذیر ہوا جس کے ساتھ ہی تریسٹھ سالہ دنیوی زندگی کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ۲؍ربیع الاوّل عام الفیل کو ولادت باسعادت اور یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ کو تاریخِ وفات تسلیم کرنے کی صورت میں متفق علیہ حدیث کے عین مطابق تریسٹھ برس کی عمر بھی پوری ہوجاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲؍ربیع الاوّل تاریخِ ولادت کے قول کو اگرچہ واقدی، مغلطائی اور ابن عبدالبر وغیرہم نے اختیار کیا ہے لیکن راقم الحروف نے عمر مبارک کے ساتھ مطابقت کی بناء پر اس قول کو ترجیح دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ ولادت سے متعلق اقوال مختلفہ میں سے ہر قول کے حق میں دلائل کے باوجود کسی ایک قول کے بارے میں قطعیّت کے ساتھ کوئی دعویٰ نہیں کیا جاسکتا البتہ ان مختلف اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ''محمد'' کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح تاریخِ ولادت اور وفات کی بھی کوئی ایک قطعی تاریخ متعیّن نہ کرکے اسے بھی ''بدعات'' سے محفوظ رکھا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ:

''اُنْظُرُوْا كَيْفَ صَرَفَ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَيْشٍ يَشْتَمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّ يَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَ اَنَا مُحَمَّدٌ''

تمھیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کس کس طرح قریش کی اذیتیں مجھ سے دور کرتا رہتا ہے۔ وہ میری ہجو کرتے ہوئے مجھے ''مذمّم'' (جس کی مذمت کی گئی ہو) کہتے ہیں پھر ''مذمّم'' کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمّم پر لعن طعن کرتے ہیں حالانکہ میں تو محمد ہوں۔

قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''مذمّم'' رکھتے پھر ''مذمّم'' کو گالیاں دیتے اور اس پر لعنت کرتے تھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گالی لگتی ہی نہیں تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''مذمّم'' نہیں بلکہ محمد تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (حیات ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ، ص: ۸۲۔ مصنفہ الاستاذ علی الطنطاوی)

جاری ہے

آیت تبلیغ اور امامت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ.

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری طرف جو چیز تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی ہے اس کو اچھی طرح پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ اللہ کافروں کو ہرگز راہ یاب نہیں کرے گا۔ (سورۃ المائدہ، آیت: ۶۷)

امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ جناب رسول خدا، خلقِ خدا پر خدا کے علم اور اس کے اس دین کے امین تھے جو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا تھا امانت کا حق ادا کر گئے۔ نیز ان ہی حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو ولایت علیؑ کا حکم دیا اور ان پر آیت ''اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ'' نازل فرمائی اور اولی الامر کی اطاعت واجب کی مگر لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا چیز ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ ولایت کی تفسیر ان کے لئے ایسی ہی کردیں جیسی کہ نماز، روزہ، اور حج، زکوٰۃ کی تفسیر کی تھی۔

جب خدا کا یہ حکم پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قدر تردد ہوا۔ ڈر یہ تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں اور میری تکذیب نہ کریں۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ ادھر سے وحی نازل ہوئی یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ حضرت نے خدا کے حکم کی تعمیل کی۔

یوم غدیر خم، الصلوٰۃ جامعۃ پکارے جانے کا حکم دیا اور علی کو مولا مقرر فرما دیا اور لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو اس امر کی خبر کردے۔ (القرآن المبین تفسیر المتقین ص ۱۵۳۔ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

شیعہ مفسر سید فرمان علی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت غدیر خم میں حضرت علیؑ کے بارہ میں نازل ہوئی۔ اسی وجہ سے ابن مردویہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے زمانہ میں اس آیت کو یوں پڑھتے تھے:

یَآاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ان علیّا مولی الْمُؤمِنِینَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ.

سچ یوں ہے کہ جناب رسالت مآب ایک عرصہ سے چاہتے تھے کہ علی بن ابی طالب کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیں مگر کچھ اپنے ساتھیوں کی مخالفت کے خوف سے اس پر اقدام نہ کرتے تھے۔ آخر خدا نے آخری حج کے بعد راستہ میں یہ تاکیدی حکم نازل کیا تب تو حضرت مجبور ہو گئے اور ایک مقام پر جس کا نام غدیر خم تھا ایک لاکھ آدمیوں کے سامنے اپنا خلیفہ نامزد کیا اور پھر لوگوں نے حضرت علیؑ کی خلافت وولایت کی مبارک باد دی۔ بعض لوگوں کو یہ ولی عہدی کی خبر سن کر رنج ہوا اور رسولؐ کے پاس مباحثہ کرنے کو آئے اور آخر ان پر بجلی گری اور فی النار ہوئے اور خدا نے بھی اس کی خبر قرآن میں دے دی۔ ''سأل سائل بعذاب واقع'' (القرآن الحکیم ص ۱۴۲ ترجمہ وتفسیر از سید فرمان علی مطبوعہ چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور)

آیت اللہ خمینی آیت تبلیغ کے تحت لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت غدیر خم کے دن حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کی امامت کی تبلیغ واعلان میں لوگوں سے خائف تھے اور اگر کوئی شخص کتب تاریخ وروایات کی طرف رجوع کرے تو وہ جان لے گا کہ پیغمبر کا خوف بجا تھا لیکن خدا نے انہیں حکم دیا کہ وہ امامت علیؑ کا اعلان کریں اور لوگوں سے ان کی حفاظت کا وعدہ کیا۔ (کشف الاسرار ص ۱۳۰)

خمینی اعتقاد کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے بعد کے لئے امام وخلیفہ کا مقرر کرنا واجب اور فرائض نبوت میں سے ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ مقرر نہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریضۂ رسالت میں کوتاہی کرنے والے ہوتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ستر دن پہلے حجۃ الوداع سے واپس لوٹتے ہوئے غدیر خم کے مقام پر اس فریضہ کی تکمیل فرمائی اور اپنے بعد کے لئے نہ صرف یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ وامام مقرر کیا بلکہ اس موقع پر موجود تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کی خلافت وامامت پر بیعت بھی لی۔

موصوف اسی بحث امامت میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ہر قانون گزار قانون کو دنیا میں جاری کرنے اور عمل کرنے کے لئے چھوڑ کر جاتا ہے نہ کہ صرف لکھنے اور پڑھنے کے لئے اور لازمی طور پر معلوم ہے کہ دینی قوانین اور خدائی احکامات صرف رسول خدا کے زمانے ہی کے لئے نہیں تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ان قوانین کا اجراء مطلوب ہے جیسا کہ واضح ہے اور ہم بعد میں اسے ثابت بھی کریں گے۔

ایسی صورت میں ضروری ہے کہ رسول خدا کے بعد کے لئے خدائے دو جہاں ان قوانین کو جاری ونافذ کرنے کے لئے ایسے شخص کو متعین کرے جو خدا اور رسول خدا کے ایک ایک فرمان کو بلاکم وکاست جانتا ہو اور خدا کے قانون کے جاری کرنے میں خطا کار، خائن، جھوٹا، ظلم پیشہ، مفاد پرست، لالچی، اقتدار پرست نہ ہو اور نہ خود احکام خداوندی کی مخالفت

کرے اور نہ کسی کو مخالفت کرنے دے۔ خدا اور دین کے راستے میں اپنے مفاد اور اپنی ذات کو ترجیح نہ دے اور ان اوصاف کا مالک رسول خدا کے بعد پوری امت میں بشہادت تاریخ واخبار علی بن ابی طالب کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

آیت اللہ خمینی نے یہاں ''غیر از علی بن ابی طالب'' پرحسب ذیل حاشیہ بھی لکھا ہے کہ:

اس سے قبل ابوبکر وعمر کی مخالفت قرآن کا مختصر تذکرہ میں کر چکا ہوں جو شخص اس سلسلہ میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہے وہ فصول المہمہ کی طرف مراجعت کرے۔ (کشف الاسرار ص ۱۳۴)

آیت اللہ خمینی اپنی اس طویل عبارت میں بتا رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ پوری جماعتِ صحابہ اللہ اور رسول کی تعلیمات سے نا آشنا، خطا کار، غلط انداز، خائن، دروغ گو، ظلم پیشہ، مفاد پرست لالچی، اقتدار پسند، جاہ پرست، اللہ اور دین کے مقابلے میں اپنی ذات اور اپنے نفع کو ترجیح دینے والی تھی۔ موصوف کی بیان کردہ اس فہرست میں وہ کون سی اخلاقی خرابی باقی رہ گئی ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم جیسی مقدس جماعت کے سر نہیں منڈھی گئی۔

آیت اللہ خمینی اسی کتاب میں نام بنام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو مخالف قرآن ثابت کرنے کے بعد حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

وایں طور اشخاص جاہل، بے خرد، چپاول چی ستمگر لائق امامت واولی الامری نیستند۔

''اس قسم کے جاہل، بے وقوف، بدقماش اور ظالم لوگ امامت اور اولی الامری کے لائق نہیں تھے۔'' (کشف الاسرار ص ۱۱۱)

بین الاقوامی شیعہ سکالر محمد التیجانی السماوی لکھتے ہیں کہ:

اس آیت میں وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَه کی دلالت بہت ہی واضح ہے کہ اب رسالت ختم ہو چکی ہے یا ختم ہونے والی ہے صرف ایک بہت ہی اہم امر باقی رہ گیا ہے جس کے بغیر دین کامل نہیں ہوگا اور اسی کے ساتھ آیت میں اس بات کا بھی اشارہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا ڈر ہے کہ اگر اس اہم امر کے لئے لوگوں سے کہا جائے تو لوگ مجھے جھٹلانے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

لیکن اس کے باوجود خدا نے مہلت نہیں دی۔ وقت آ گیا اور یہ موقع سب سے بہترین موقع تھا کیوں کہ ایک ہفتہ سے تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ اصحاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تھا اور ان کے قلوب شعائر اللہ سے بھرے تھے اور آنحضرتؐ کی زبانی ان کی موت کی پیشن گوئی سن چکے تھے کہ شاید اس سال کے بعد میں تم سے نہ مل سکوں۔ ہو سکتا ہے میرے رب کا پیغام آ جائے اور میں قبول کرلوں۔

اور اسی جگہ سے لوگ الگ الگ ہو کر اپنے اپنے وطن واپس ہو جاتے اور ہو سکتا ہے پھر اتنا بڑا مجمع اکٹھا نہ ہو سکتا جو غدیر خم میں تھا۔ لہٰذا آنحضرتؐ کو اس سے بہتر موقع نہ ملتا اور دھمکی آمیز وحی آ چکی تھی کہ پوری رسالت کا دارومدار اسی امر پر ہے اور خدا نے حفاظت کی ذمہ داری بھی لے لی تھی اس لئے اب جھٹلانے کا خوف بھی جاتا رہا اور آپؐ سے پہلے کتنے ہی انبیاء

کو جھٹلایا جا چکا ہے لیکن وہ لوگ اپنی ماموریت سے نہیں ہٹے جس کی تبلیغ کا حکم تھا اس کو پہنچا کے رہے لہٰذا رسولؐ نے بھی طے کر لیا جو بھی ہو اس حکم کو پہنچانا ہے اگر چہ خدا جانتا تھا اکثریت حق کو پسند نہیں کرتی (سورۃ زخرف ۷۸) اور اس کو علم تھا ان میں جھٹلانے والے بھی ہیں (الحاقۃ ۴۹) لیکن ان سب چیزوں کے باوجود خدا ان پر حجت تمام کیے بغیر چھوڑنے والا نہیں تھا کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ رسولوں کے بعد بھی لوگوں کی حجت خدا پر قائم ہو جائے اور خدا تو عزیز و حکیم ہے۔

("لَاَكُوْنَ مَعَ الصَّادِقِيْنَ". اردو ترجمہ: میں بھی سچوں کے ساتھ ہو جاؤں۔ ص ۸۵۔۸۷)

سید مرتضیٰ حسین فاضل اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

اس آیت میں **ما انزل** کی اہمیت پر غور کیا جائے۔ آیت کا انداز دیکھا جائے نازل شدہ احکام میں کوئی حکم ایسا نہیں جس کی اب تک رسولؐ نے تبلیغ نہ کی ہو۔ حجۃ الوداع کے بعد واجبات و فرائض و احکام کا سلسلہ مکمل ہو گیا تھا۔ اب وہ کون سی بات تھی کہ اگر رسول اللہ وہ بات نہ کریں تو کار رسالت بے کار ہو جائے۔ اس بات کی تبلیغ کے لئے خدا حفاظت ضمانت دیتا ہے وہ مسلمانوں اور مومنوں کی ہدایت کا اہتمام اور منکروں کی طرف بے توجہی کا اعلان فرماتا ہے یعنی **ما انزل** ہدایت طلب افراد سے متعلق ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد ۸ ص ۱۰۰۸)

اس تفصیل سے اہل تشیع کا نکتہ نظر واضح طور پر سامنے آ گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آیت تبلیغ ہی ان کے عقیدے کی سب سے بڑی اور قطعی دلیل ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ان کی من گھڑت روایت کا ذکر آگے ''حدیث موالاۃ'' کے تحت آئے گا یہاں اس آیت کریمہ کے سیاق وسباق کی روشنی میں درست تفسیر مولانا امین احسن اصلاحی کے قلم سے ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔

یہ آیت تمہید ہے اس عظیم پیغام کی جو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا جا رہا ہے کہ آپ بے کم وکاست یہود و نصاریٰ کو وہ سنا دیں۔ یہ پیغام آگے آیت ۶۸ سے ۸۶ تک پھیلا ہوا ہے اور اس میں نہایت واضح طور پر ان دونوں گروہوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ جب تک تم تورات و انجیل اور اللہ کی اس آخری کتاب قرآن کو قائم نہ کرو تمہاری کوئی دینی حیثیت نہیں ہے۔ خدا کے ساتھ کسی کو کوئی نسبت کسی گروہ سے نسبت کی بناء پر حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایمان اور عمل صالح کی بناء پر حاصل ہوتی ہے اور اس سے تم بالکل محروم ہو چکے ہو۔ یہود نے اللہ کے میثاق کو توڑا اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی، انکو قتل کیا اور ڈھیٹ ہو کر اندھے، بہرے بن گئے۔

نصاریٰ نے مسیحؑ کی تعلیمات کے بالکل خلاف بت پرستوں کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں کو اپنا دین بنا لیا اور کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔ یہ پیغام بڑا اہم تھا۔ یہود و نصاریٰ دونوں کی دینی حیثیت پر یہ آخری ضرب لگائی جا رہی تھی اور عین اس وقت لگائی جا رہی تھی جبکہ وہ پورا زور اس بات کے لئے لگا رہے تھے کہ مسلمان ان کی دینی حیثیت تسلیم کر لیں۔

اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر رسول کے لفظ سے خطاب کر کے یہ پیغام آپ کے حوالے

کیا گیا جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسول خدا کا پیغام بر ہوتا ہے اس وجہ سے یہ اس کا فرض منصبی ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ اس پر اتارا جائے وہ بے کم وکاست اس کے مخاطبوں تک پہنچا دے۔ قطع نظر اس سے کہ اس پیغام سے ان کے اندر کیا ہلچل برپا ہوتی ہے اور وہ پیغام اور پیغام بر کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَه یہ تاکید مزید ہے کہ اگر مخاطبوں کی رورعایت یا ان کے متوقع ردعمل کے اندیشہ سے اس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو یہ کوتاہی عین اس فریضۂ منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی جس کی ادائیگی ہی کے لئے اللہ کسی کو اپنا رسول مقرر کرتا ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ اس تاکید مزید میں جو شدت ہے اگرچہ اس کا خطاب ظاہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہے لیکن حقیقت میں اس کا رخ یہود ونصاریٰ کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خطاب کرنا پسند نہیں فرمایا۔ اس وجہ سے پیغمبر کو خطاب کر کے یہ واضح فرما دیا کہ اس پیغام کی اہمیت کیا ہے؟ اور کس قطعیت اور کس حتمی فیصلہ کے ساتھ اس کا بھیجا جانا منظور ہے۔

''وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ '' میں ''الناس'' اگرچہ عام ہے لیکن قرینہ دلیل ہے کہ یہاں مراد اہل کتاب بالخصوص یہود ہیں۔ یوں تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف برابر سازشوں میں مصروف رہتے تھے لیکن آگے آنے والے اعلان کے بعد وہ کسی سمجھوتے کی توقع سے آخری درجے میں مایوس ہو کر اپنی آخری بازی بھی کھیل جانے کے لئے تیار ہو سکتے تھے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطمینان دلایا کہ تم ان کی مخالفت وعداوت کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ ان شیاطین کے ہر شر سے خدا تمہیں محفوظ رکھے گا۔

''ان اللّٰہ لا یھدی القوم الکفرین'' اللہ ان کی کسی چال کو بھی تمہارے خلاف بامراد نہیں ہونے دے گا۔ ھدی یھدی کا لفظ ہم دوسرے مقام میں تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ کسی کو اس کی کوششوں اور تدبیروں میں بامراد کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اوپر آیت ''کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰہُ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ'' میں یہی مضمون دوسرے الفاظ میں گذر چکا ہے۔

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰۃَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ لَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ. اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا وَ الصّٰبِئُوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. (المائدہ:۶۸۔۶۹)

یہ وہ پیغام ہے جو اہل کتاب کو، عام اس سے کہ وہ یہود ہیں یا نصاریٰ، سنانے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا۔ وہ یہ ہے کہ جب تک تم تورات، انجیل اور اس چیز کو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے قائم نہ کرو اس وقت تک تمہاری کوئی بنیاد نہیں ہے۔ تم اپنے آپ کو ایک برگزیدہ امت، خدا کے محبوب اور چہیتے، برگزیدوں اور چہیتوں کی اولاد، آخرت کی سزا سے محفوظ، خداوند کا خاص گھرانہ اور معلوم نہیں کیا کیا بنائے بیٹھے ہو لیکن یہ سب جھوٹی

آرزوئیں اورخواب کی باتیں ہیں۔ جب آنکھ کھلے گی تو دیکھو گے کہ تم ہوا میں اڑتے اور خیالی محل آراستہ کرتے رہے ہو۔ (المائدہ:۶۸،۶۹۔تدبر قرآن جلد دوم ص ۵۶۲۔۵۶۴)

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ اہل تشیع کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت پر آیت تبلیغ سے استدلال بالکل غلط،لغواور باطل محض ہے۔ ویسے بھی ان کے نزدیک مسئلہ ولایت اورامامت ایک راز تھا جسے افشاء کرنا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ امام باقر فرماتے ہیں کہ:

ولایة اللّٰہ اسرھا الٰی جبریل و اسرھا جبریل الٰی محمد ﷺ و اسرھا محمد الی علی علیه السلام و اسرھا علٰی الٰی من شاء ثم انکم تذیعون ذلک'' (اصول کافی طبع لکھنو ص ۴۸۷)

ولایت الٰہی یعنی امامت کا مسئلہ اللہ نے بطورراز کے جبریل سے بیان کیااور جبریل نے بطورراز کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیااور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورراز کے علیؓ سے بیان کیااور علیؓ نے بطورراز کے جس سے چاہا بیان کیا مگر تم لوگ ہو کہ اسے مشہور کررہے ہو۔

اہل تشیع نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آیت تبلیغ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیرخم کے مقام پر نازل ہوئی جبکہ حضرت جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ:

ثم نزلت الولایة وانما اتاہ ذالک فی یوم الجمعة بعرفة...... فنزلت یاایھاالرسول بلغ مآانزل الیک من ربک...... '' (اصول کافی ص ۱۷۸)

مسئلہ ولایت نازل ہوا۔ یہ جمعہ کا دن اورعرفہ کا مقام تھا۔ روایت کے آخر میں ہے کہ اس موقع پر یہ آیت یعنی آیت تبلیغ نازل ہوئی۔

اصول کافی کی پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ عقیدہ امامت کا سخت اخفاء مطلوب ہے۔ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اگر اس کا اخفاء مقصود تھا تو تبلیغ کیسی؟ اوراگر تبلیغ مقصود تھی تو اخفاء کیسا؟ سرکاری رازوں کا افشاء تو بالاتفاق سنگین جرم ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آیت تبلیغ کا ولایت وامامت کے اعلان سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ اصول کافی ہی کی مذکورہ بالا دوسری روایت سے یہ واضح ہورہا ہے کہ آیت تبلیغ یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ بروز جمعۃ المبارک میدان عرفات میں نازل ہوئی تھی یہ غدیرخم کے مقام پر نازل نہیں ہوئی۔

جن سنی مؤلفین نے اپنی تالیفات میں اس آیت کے غدیرخم کے مقام پر نازل ہونے کی روایات نقل کی ہیں تو ان کے راویوں میں عطیہ عوفی وکلبی جیسے رافضی اورابوبکر بن عیاش جیسے انتہائی غیر معتبر راوی شامل ہیں۔

جبکہ اہل سنت کی صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ آیت تبلیغ مدینہ منورہ میں رات کے وقت نازل ہوئی تھی نہ کہ میدان عرفات میں یا غدیرخم کے مقام پر دن کے وقت۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ترمذی وغیرہ بہت سے محدثین سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالا خانہ سے سر مبارک باہر نکالا اور فرمایا: کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب کسی کی پاسبانی کی ضرورت نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ آیت غدیرخم سے برسوں پہلے مدینہ منورہ میں بوقت شب نازل ہوئی تھی اور اس کے نزول کے وقت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی زندہ تھا۔ جس کی تائید ابن کثیر کی اس توضیح سے بھی ہوتی ہے کہ:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے **"یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود و النصارٰی اولیاء"** کے تحت یہودیوں سے دوستی قطع کر دی مگر ابن ابی رئیس المنافقین نے ان سے تعلق قائم رکھا اس وقت اللہ نے **"یٰایھا الذین اٰمنوا"** سے **"واللّٰہ یعصمک من الناس"** تک آیات نازل فرمائیں۔

اہل تشیع نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آیت تبلیغ میں **"ما انزل الیک"** سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت و امامت ہے تو اس پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ:

"انزل" ماضی مجہول کا صیغہ ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امامت علی رضی اللہ عنہ کی وحی پہلے نازل ہو چکی تھی اب اس کی تبلیغ کی تاکید کی جا رہی ہے جو غدیرخم کے مقام پر کی گئی۔

اگر اس دعویٰ کو صحیح تسلیم کیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں خیانت وکوتاہی کا الزام عائد ہوتا ہے کہ امامت علی رضی اللہ عنہ کی وحی پہلے نازل ہو چکی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ نہیں کی تھی۔

اگر بقول امام جعفر صادق آیت تبلیغ، عرفہ کے دن نازل ہوئی تھی تو یوم عرفہ یا ایام تشریق کے دوران کسی وقت اس کی تبلیغ کیوں نہیں کی گئی؟ حالانکہ اس وقت غدیرخم کی بہ نسبت زیادہ لوگ موجود تھے۔ کیونکہ غدیرخم رابغ کے قریب الجحفہ سے دو میل جنوب میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ غدیر تالاب کو کہتے ہیں وہ پانی جو سیلاب گذر جانے کے بعد گڑھوں میں رہ جائے خم جگہ کا نام ہے۔ الجحفہ مصر اور شام سے آنے والے حاجیوں کی میقات ہے جو رابغ سے دس میل پر مدینہ کے راستہ میں مکہ معظّمہ سے تین مرحلے اور مدینہ منورہ سے چھ مرحلے پر اور غدیرخم سے دو میل پر واقع ہے۔

ظاہر ہے کہ یہاں پہنچنے تک طائف، عرفات، منیٰ، مکہ مکرمہ اور دیگر اطراف کے شرکاء حج تو اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ اگر آیت تبلیغ پہلے نازل ہو چکی تھی تو اس کی تبلیغ کا ایام حج سے بہتر اور کون سا موقع ہو سکتا تھا؟ انزل ماضی مجہول کے صیغے سے دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امامت علی رضی اللہ عنہ کی وحی پہلے نازل ہو چکی تھی تو قرآن مجید میں اس کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟ اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ یہ وحی متلو نہیں بلکہ غیر متلو تھی۔ تو سخت تعجب ہے کہ امامت علی رضی اللہ

عنہ کی اطلاع تو وحی غیر متلو سے ہو لیکن اس کی تبلیغ اور اعلان کا مبہم حکم وحی متلو (قرآنی وحی) سے دیا جائے جس کی تعمیل اور مبینہ اعلان غدیرخم کے مقام پر پھر وحی غیر متلو کے ذریعے کیا جائے۔ فیا اسفا!

آیت تبلیغ میں **ما انزل الیک** سے ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ان الفاظ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت کا مفہوم خاص کس طرح اخذ کرلیا گیا ہے؟ جبکہ قرآن مجید میں **ما انزل الیک** کے کلمات اور بھی کئی مواقع پر موجود ہیں مثلاً سورۃ بقرۃ کے پہلے ہی رکوع میں ہے ''**والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک**'' یعنی (پرہیزگار لوگ وہ ہیں) جو اس (وحی پر بھی) ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتاری گئی اور اس پر بھی جو تجھ سے پہلے اتاری گئی۔ یہاں **ما انزل الیک** سے مراد مکمل وحی ہے۔ جہاں تک اہل تشیع کی اس بات کا تعلق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امامت علی رضی اللہ عنہ کی تبلیغ میں لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہ) سے خائف تھے تو یہ نص قطعی کی تکذیب ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہ''

وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے بھی نہیں ڈرتے۔ (الاحزاب ۳۹)

اس آیت کریمہ میں واشگاف الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ:

جن اولوالعزم ہستیوں کو اللہ تعالیٰ منصب رسالت پر فائز کرتا ہے اور انہیں اپنے پیغامات پہنچانے کی ذمہ داری سونپتا ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے ہیں وہ اس کے سوا کسی سے بھی نہیں ڈرتے کیونکہ اگر وہ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں لوگوں سے خوف زدہ ہونے لگیں تو وہ رسالت ونبوت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتے۔

جب ہر نبی اور رسول کا یہ وصف ہے تو خود سید الانبیاء وسید الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وصف میں کس قدر کامل ہوں گے اس کا اندازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس (۲۳) سالہ نبوی زندگی سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ (جن کی شجاعت ضرب المثل ہے) فرماتے ہیں کہ:

جب گھمسان کا رن پڑتا اور لڑنے والوں کی آنکھوں میں خون اتر آتا تو اس وقت ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ لیا کرتے تھے اور ہم میں سے سب سے آگے دشمن کی جانب وہی ہوتے تھے۔

جنگ حنین میں دشمن نے درہ میں بیٹھ کر تیروں کی ایسی بارش برسائی کہ جس سے بارہ ہزار کا لشکر سراسیمگی کا شکار ہوگیا لیکن اس مشکل ترین گھڑی میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار ہوکر برسر میدان دشمن کے سامنے یہ اعلان فرمارہے تھے کہ ''**انا النبی لا کذب .**''

قاضی محمد سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ:

خچر پر سوار ہونا یہ ثبات و استقلال کی دلیل ہے۔ بھاگنے والا تو تیز گام گھوڑے کو پسند کیا کرتا ہے۔ سفید خچر کا انتخاب بھی مردانگی کی دلیل ہے ورنہ لڑائی میں ایسے رنگ کا جانور پسند کیا جاتا ہے جو ذرا گردو غبار میں چھپ جائے۔ فوج کی خاکی وردی کا بھی مدعا یہی ہے۔ ایسے وقت میں خود بول بول کر اپنی شناخت دشمن کو کرانا اور اسی دعوے کو دہرانا جو حملہ آوروں کے کینہ و عداوت کا موجب تھا، صرف قمر نبوت ہی کا خاصہ نور پاشی ہے۔

صحیح مسلم میں اسی واقعہ کے متعلق پھر یہ الفاظ ہیں:

''**نزل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن بغلتہ**'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سے اتر پڑے۔

یہ شجاعت کی غایت الغایت ہے کہ جس شخص کے سامنے سے بارہ ہزار فوج بھاگ رہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلہ کے لئے اپنی سواری آگے کو لے جا رہے ہیں اور جب اہل بیت کے دو شخص عم (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) اور ابن العم (حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ) نے سواری کو روک لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ہو کر آگے بڑھنے کو ہیں۔

صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مدینہ میں ایک رات غل سا ہوا۔ لوگ سمجھے چھاپہ آ پڑا۔ سب لوگ مل کر آبادی سے باہر اس شور کی جانب چلے۔ آگے چلے تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوتے ہوئے ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھے۔ یعنی آواز سن کر سب سے پہلے اور تن تنہا تفتیش کو تشریف لے گئے تھے اور ہم سے فرماتے تھے۔ ''**لم تراعوا، لم تراعوا**'' ڈرو نہیں، ڈرو نہیں۔

ناظرین کو بیعت العقبہ کی بنیادی ملاقات کا واقعہ تو یاد ہی ہوگا کہ شب تاریک اور منزل پُرخطر کے خوف سے ایک قافلہ پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے اور آبادی تک پہنچنے کی جرأت نہیں کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کی جان کا دشمن، مکہ کا ایک ایک شخص تھا ایسے وقت اور ایسے مقام میں اس لئے چکر لگا رہے ہیں کہ شاید کسی گم کردۂ ضلالت کو ہدایت فرما سکیں۔

تمام دنیا کے مقابل سچے اصول کی اشاعت کے لئے کھڑے ہونا اور ایک ایسے ملک میں جہاں خون ریزی و سفاکی ہی کی حکومت تھی۔ ہر ایک مذہبی ضلالت کا اعلان کرنا، کسریٰ و قیصر و حبش کے حکمرانوں اور عرب کے جنگ جو قبائل کے خشم و غضب کی پروا نہ کرنا شجاعت اور قوت قلب کا بہترین نمونہ دکھاتا ہے جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

(سیرت رحمۃ للعالمین جلد دوم ص ۳۳۲ تحت تجدت و شجاعت کا بیان)

حیرت ہے کہ ایسی شخصیت کے متعلق آیت اللہ خمینی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کی تبلیغ و اعلان میں لوگوں سے خائف تھے اور اگر کوئی شخص کتب تاریخ و روایات کی طرف رجوع کرے تو وہ جان لے گا کہ پیغمبر کا خوف بجا تھا۔ (کشف الاسرار ص ۱۳۰)

مزید برآں سفر طائف میں عقائد اسلام، توحید، رسالت اور آخرت کی تبلیغ کرتے ہوئے دشمن کے ہاتھوں سے پتھر کھائے، زخمی ہوئے اور سخت اذیت اٹھائی، غزوہ احد میں دندان مبارک شہید ہوئے خود کی کڑیاں چہرہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں گھس گئیں مگر تبلیغ حق سے باز نہ آئے کیا امامت وخلافت علی رضی اللہ عنہ کا مسئلہ عقائد اسلام کی تبلیغ سے بھی زیادہ بڑا اور حساس مسئلہ تھا جس کے اعلان سے پیغمبر خوف محسوس کرتے تھے؟

پھر خوف بھی ان جان نثاروں سے محسوس کیا جنہیں مشرکین مکہ نے طرح طرح کی ایذائیں دیں، جنہیں حبشہ و مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا، بعد میں جن پر جنگیں مسلط کیں، جنہوں نے گھر بار، بیوی بچے، مال، وطن اور جان تک کی قربانیاں پیش کیں مگر وہ دین حق پر قائم ودائم رہے آخر عقیدہ امامت ان کے لئے کیوں قابل قبول نہیں تھا؟

کیا اللہ تعالیٰ بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم سے خائف تھا کہ اس نے قرآن مجید میں توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد تو بار بار اور جا بجا نہایت تفصیل سے بیان کیے لیکن امامت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پورے قرآن مجید میں اس نے کہیں اشارہ تک نہیں کیا۔

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اہل تشیع کا آیت تبلیغ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت بلافصل پر استدلال کرنا نہ صرف یہ کہ غلط اور باطل محض ہے بلکہ قرآن کریم کی معنوی ولفظی تحریف کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے **اشجع الناس** پر بزدلی اور خیانت کا الزام بھی عائد کرنا ہے۔

☆☆☆

HARIS 1
حارث ون
ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
061 -4573511
0333-6126856
نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان

’’پرویز‘‘ نام تبدیل کیا جائے…… ہے کوئی سعید روح؟

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

اس کا نام ’’پرویز‘‘ تھا خسرو ایران، چند سال قبل اس نے اپنی مدّ مقابل بڑی سپر پاور نصاریٰ روم کو شکست دی تھی۔ اہلِ روم اہلِ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُمّتی کہلاتے تھے ان کی شکست سے مکّہ کے مشرکین خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ اور گنے چنے اہلِ توحید اصحابِ رسول غم زدہ تھے کہ اہلِ شرک مجوسیوں نے اہلِ کتاب کو شکست دے دی تھی۔ اسی موقعہ پر جبریل علیہ السلام سورہ روم لے کر حاضر خدمت رسول ہوئے تھے کہ ’’اہلِ کتاب عنقریب اہلِ شرک پر فتح یاب ہوں گے۔‘‘ پھر ایسا ہی ہوا۔

اہلِ ایمان اصحابِ رسول مشرکینِ مکّہ کے بدترین مظالم سہہ رہے تھے۔ نجاشی کو خوش نصیبی تھی کہ اہلِ ایمان کو اس ملک کی طرف ہجرت کر جانے کا اِذن ملا تھا اور اسے ایمان نصیب ہو گیا تھا۔ پھر باذنِ الٰہی رسول اور اصحابِ رسول مدینہ طیبہ کو ہجرت کر گئے تھے، حالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ چند ہی سالوں میں جزیرۂ عرب میں لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ گونج اٹھا تھا، اسی دوران شاہانِ عالم کو دعوتِ اسلام کے نبوی خطوط بھجوائے گئے تھے خوش نصیبوں نے اسلام قبول کیا بدنصیبوں نے انکار کر دیا تھا مگر پرویز نے نامہ مبارک کو نہایت گستاخی کے ساتھ پھاڑ دیا تھا۔ زبانی گستاخی بھی کی تھی۔ العیاذ باللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لیے اپنے ماتحت گورنر یمن سے دو آدمی بھیجنے کا حکم جاری کیا تھا۔ آدمی مدینہ پہنچے تھے پرویز ی حکم نامہ دکھایا تھا، ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تھا ان کو ٹھہرایا جائے صبح بتائیں گے، صبح ہوئی پرویزی کارندوں کو بلوایا گیا تھا اور انہیں بتایا گیا تھا ’’تمہارے رب پرویز کو میرے رب اللہ جلّ جلالہٗ نے مروا دیا ہے۔‘‘ پرویزی کارندے یمن پہنچے تھے تو وہاں اطلاع آچکی تھی کہ گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ’’پرویز‘‘ کجکلاہِ ایران کو اس کے بیٹے نے پیٹ پھاڑ کر ہلاک کر دیا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام حاکمِ مصر فرعون کے گھر میں پلے، فرعون نے اپنے کو ’’ربِّ اعلیٰ‘‘ کہلواتا تھا۔ عراق کے حاکمِ اعلیٰ نمرود کو بھی اپنے رب ہونے کا وہم تھا وہ کہتا تھا ’’اَنَا اُحیِی وَ اُمِیتُ‘‘ میں ہی زندہ کرتا ہوں، میں ہی مارتا ہوں۔ اس کے سامنے ابراہیم علیہ السلام کو وسیع و عریض علاقے میں بھڑکائی آگ میں پھینک دیا گیا تھا۔ آگ خلیل اللہ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکی تھی جبکہ نمرود ایک لنگڑے مچھر کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ فرعون اتنا بڑا بادشاہ تھا کہ اس کا نعرہ تھا ’’اَلَیسَ لِی مُلکُ

مَصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ '' سارا مصر میرے ماتحت، سارے دریاؤں پر میری حکمرانی۔ وہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا تھا مگر اسی اپنے ماتحت دریا میں غرقِ آب ہو گیا تھا۔ اس کی لاش آج بھی قاہرہ کے عجائب گھر میں اپنے جیسوں کے لیے نمونۂ عبرت ہے۔ نمرود نے ابراہیم خلیل اللہ کو تسلیم نہ کیا تھا، فرعون نے موسیٰ کلیم اللہ پر فوج کشی کی تھی جبکہ کجکلاہِ ایران خسرو پرویز کا سر پُر غرور بد دماغ بے شعور تھا۔ نامۂ رسول چاک کر کے گستاخِ رسول کا مرتکب ہوا تھا۔ رسولِ رب العالمین، خاتم المعصومین، امام الانبیاء والمرسلین، حبیبی محبوبِ عالمین ہستی کے بارے میں زبان درازی پر اتر آیا تھا......

آج ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ اپنا یا اپنے بچوں کا نام نمرود رکھنا پسند کرتا ہے، ہم نے کہیں نہیں سنا کہ کوئی اہلِ دانش و بینش اپنا یا اپنے بچوں کا نام فرعون کے نام پر فرعون رکھنا پسند کرتا ہو...... آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان کہلا کر، مسلمان ہو کر اپنی اولاد کا نام پرویز رکھا جائے۔ اور علم و عقل کے بعد بالغ ہونے کے بعد اس نام کا شخص اپنے والدین کے غلط رکھے ہوئے اپنے نا کو کسی اچھے نام سے تبدیل نہ کرلے...... نتائج تو اس نام کے تباہ کن ہیں ہی، لاہور میں ایک بندہ پرویز کہلا کر حدیثِ رسول کا انکاری ہوا۔ اسلام آباد میں ایک ''پرویز'' غیر مشرف نے جامعہ حفصہ کی ہزاروں بچیوں پر فاسفورس بم پھینک کر انہیں قرآن ہاتھوں میں لیے ہونے کے باوجود شہید کروایا، لال مسجد پر بمباری کروائی۔ مجاہدین عرب کو پکڑ پکڑ کر چند ہزار ڈالروں میں فروخت کیا اب وہ اپنے اس جرم پر فخر بھی کرتا ہے۔ پھر ملک و ملّت کو سستے داموں صلیبیوں کے ہاتھوں بیچ دیا۔ ہزاروں قبائلی اہلِ ایمان پر اپنی مرضی سے ڈرون حملے کروا کر انھیں شہید کرایا۔ وطن کے ہوائی اڈے افغان اہلِ ایمان پر حملے کے لیے پیش کیے۔ ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگایا۔ لاکھوں مسلمانوں کو شہید کروا کر اس پر فخر کرتا پھرتا ہے۔ ایک اور ''پرویز'' اپنے بڑوں کے ساتھ مل کر مذکور غدّار ملّت پرویز کو دس بار باوردی صدر بنانے کا اعلان کرتا رہا۔ ہم نے صرف تین چار پرویزوں کا ذکر کیا ہے۔

ہے کوئی سعید روح جو اخبارات و رسائل میں اشتہار دے کہ میرا نام غلطی سے یا عمداً پرویز رکھا گیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ آج سے میں اپنا نام تبدیل کرتا ہوں مجھے پرویز کے سابقے لاحقے سے مت پکارا جائے مت لکھا جائے۔ آج سے میرا نام محمد ہے۔ مجھے محمد لکھا جائے میں غلامِ محمد ہوں، مجھے محمد سعید پکارا جائے، مجھے غلام صدیق، غلام فاروق، خادم عثمان لکھا جائے۔ میں علی اور علی کے ابن عم خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کا پروانہ، دیوانہ، ان کا، اُن کے صحابہ کا غلام بے دام ہوں۔ آئندہ پرویز نام سے میں بیزار ہوں اور اپنے جاننے ماننے والوں میں اس بات کی تبلیغ کروں گا۔ ترغیب دوں گا۔ کہ ''پرویز'' نام نہ رکھیں۔ اس لیے کہ پرویز ملعون کا فر و مشرک تھا اور اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی۔

استاذ القراء قاری محمد یعقوب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

محمد عبدالرحمٰن جامی

عالمی شہرت یافتہ استاذ القراء قاری محمد یعقوب نقشبندی ۲۵/ اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز جمعرات ۷۲ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ایک بیوہ، پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ قاری محمد یعقوب نقشبندی ۱۹۴۰ء میں ولی کامل حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰ نقشبندی علی پوری حال جلال پوری کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی تقریباً ۸ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا۔ ۱۹۵۶ء میں والد ماجد کے انتقال کے بعد دوسرے مدارس میں تعلیم حاصل کررہے تھے کہ حضرت حافظ محمد موسیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص مولانا غلام دستگیر دونوں بھائیوں قاری محمد یعقوب نقشبندی اور قاری محمد اسمٰعیل نقشبندی کو شیخ العرب والعجم استاذ القراء قاری عبدالوہاب المکی ابن عوف کی خدمت میں لاہور لے گئے اور تجوید وقراءت کی تعلیم کے لیے داخل کرادیا۔ اس زمانہ میں عرب کے قاری شیخ عبدالوہاب المکی کا بہت شہرہ تھا۔ جو قیام پاکستان کے زمانہ میں بغرض تجارت ہند میں قیام پذیر تھے۔ قاری صاحب نے پاکستان کو اپنا گھر بنانے کا ارادہ فرمالیا۔ کچھ وقت خیرپور میرس اور کراچی میں گزارنے کے بعد لاہور کو اپنا مسکن بنایا۔ علمِ تجوید وقراءت کی اشاعت وترویج کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیا۔ دونوں بھائیوں نے قاری عبدالوہاب المکی رحمہ اللہ کے ہاں ۸ سال کے عرصہ میں قراءت کے نصاب اور سعودی نصاب کے علوم درجہ کتب مکمل کیے۔ علم تجوید وقراءت کی تکمیل کے بعد دونوں بھائی جامعہ موسویہ پرانا شجاع آباد روڈ بلال چوک ملتان میں تعلیم دینے لگے، قاری محمد اسمٰعیل نقشبندی نے جامعہ موسویہ کا اہتمام سنبھالا اور قاری محمد یعقوب نقشبندی معلم ومدرس قرار پائے۔ انہی ایّام میں جلال پور پیروالا میں مدرسہ عربیہ نقشبندیہ موسویہ کی ویرانی دیکھ کر ہمارے بزرگ، حضرت حاجی قاری محمد اسمٰعیل صاحب نقشبندی کو منت سماجت کرکے جلال پور لے آئے۔ قاری صاحب نے یہاں پر حافظ محمد صدیق نقشبندی کے ہمراہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمادیا۔ جو تا زندگی قائم رہا۔ انہی ایام میں ملتان شہر میں محکمہ اوقاف کی طرف سے محافل حسن قراءت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ملتان میں ہونے والی ان محافل میں ان کی شرکت لازمی ہوتی۔ کبھی کبھار حضرت الاستاذ شیخ عبدالوہاب المکی بھی تشریف لاتے۔ یہ محافل اکثر وبیشتر قلعہ کہنہ قاسم باغ یا چوک نواں شہر کے قریب میدان میں ہوتی تھیں۔

ریڈیو پاکستان ملتان میں حسنِ قراءت کا مقابلہ ہوا۔ آواز کا بھی مقابلہ ہوا۔ قاری محمد یعقوب نقشبندی اوّل قرار پائے۔ اور بی بی سے منسلک ہوئے یہ زمانہ ۱۹۷۰ء کا تھا۔ تقریباً دس سال ریڈیو پاکستان ملتان پر کلام مجید کی تلاوت کی پھر آپ کا تبادلہ ریڈیو پاکستان بہاول پور کردیا گیا۔ اسی زمانہ میں ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن نے حسن قراءت کے سالانہ مقابلوں کا اہتمام شروع کیا۔ قاری صاحب مقابلوں میں شرکت کرتے رہے اور اپنا اعزاز پاتے رہے۔ بھارت میں حسنِ قراءت کا عالمی مقابلہ ہوا۔ اس میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ اور تیسرا عالمی انعام حاصل کیا۔ جو پاکستان کے لیے ایک بڑا اعزاز تھا۔

بھارت کے دورہ سے واپسی پر ریڈیو پاکستان بہاول پور نے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ راقم ہمراہ تھا جس میں قاری

محمد یعقوب نقشبندی نے اپنے دورہ کی تفصیل سناتے ہوئے کہا کہ یہ مقابلہ نئی دہلی کے سرکاری ہال ''وگیان بھاون'' میں منعقد ہوا۔ اس مقابلے میں پاکستان کی نمائندگی کے لیے اُن (قاری محمد یعقوب نقشبندی) کے علاوہ قاری عبدالجبار صاحب کو پشاور سے منتخب کیا گیا۔ اس مقابلہ میں تیرہ اسلامی ممالک نے حصہ لیا۔ یہ مقابلہ دو دن تک جاری رہا جس میں ۲۶ قراء نے حصہ لیا۔ دوسری شب تقسیم انعامات میں مہمان خصوصی بھارت کے نائب صدر مسٹر ہدایت اللہ تھے، ججوں کے پینل کے مطابق شام کے قاری اوّل، ترکی کے قاری دوم اور لیبیاء، پاکستان کے قراء حضرات سوم رہے اور مساوی نمبر حاصل کیے۔ اوّل آنے والے قاری صاحب کو بھارتی سکہ کے مطابق پندرہ ہزار روپے دوم آنے والے حضرات کو دس ہزار روپے کا انعام مع توصیفی سند دیا گیا۔ تیسرے نمبر پر آنے والے قراء حضرات کی تعداد جب دو ہوگئی تو صدر تقریب جو ایک خاتون وزیر تھی نے اعلان کیا کہ پانچ پانچ ہزار روپے کی انعام کی رقم دونوں قراء کو یعنی پاکستان اور لیبیاء کے قراء کو نصف نصف نہیں کریں گی بلکہ جیب سے دوسرے قاری صاحب کو پانچ ہزار روپے کا انعام دیں گی لیکن تقسیم انعام کے وقت تقریب کے مہمان نائب صدر مسٹر ہدایت اللہ نے یہ اعلان کیا کہ حکومت خود دونوں قراء کو انعام دے گی جس کا سامعین نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ قاری صاحب نے بتایا کہ اس مقابلے میں بھارتی مسلمانوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی، جب میرا نام سوم آیا اور انعام کا حق دار بنایا گیا تو بھارتی مسلمان بہت خوش ہوئے اور گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے مبارک باد پیش کرتے رہے۔ اسی طرح قاری محمد یعقوب نقشبندی نے قومی اور بین الاقوامی حسنِ قراءت کے مقابلوں میں حصہ لیا اور کامیابیاں حاصل کیں۔ ایرانی انقلاب کی پہلی سالگرہ پر پاکستانی وفد کے ہمراہ ایران بھی تشریف لے گئے۔

اللہ کے فضل و کرم سے متعدد بار حج کی سعادت حاصل کی اور بے شمار عمرے ادا کیے۔ آپ نے پوری زندگی دارالعلوم موسویہ نقشبندیہ جلال پور پیروالا کے لیے وقف کر دی، تدریس کے ایام میں مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کے لیے بیرون شہر جانا ہوتا تھا۔ راقم الحروف (عبدالرحمٰن جامی نقشبندی) ان کے ساتھ۔ پنڈ عیدن، جھنگ، چنیوٹ، لاہور، اُچ شریف اور ترنڈہ محمد پناہ کے علاوہ ہمہ وقت رفیقِ سفر رہا۔ جب آپ حج وعمرہ کی سعادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو مسجد و مدرسہ کا نظم ونسق راقم الحروف کے سپرد کر جاتے تھے اس ذمے داری کو سونپنے کے حوالے سے ان کے سعودی عرب سے لکھے ہوئے خطوط اور ادارہ کی روئیدادیں میرے پاس محفوظ ہیں۔ جامع مسجد نقشبندی موسوی کے سنگِ بنیاد کے لیے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کو دعوت دی، شیخ درخواستیؒ تشریف لائے تو رات کو ۲ بجے سنگ بنیاد رکھا۔ جو ان کی یادگار ہے۔ قاری صاحب نے حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر سلوک کے اسباق پڑھے پھر ان کی وفات کے بعد شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب (خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) سے تجدید بیعت کر لی۔ حضرت قاری محمد یعقوب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں خطاب کے لیے جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا کرتے تھے۔ ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لاتے اور اُن کے انتقال کے بعد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کو ہمیشہ خطاب کے لیے دعوت دیتے اور حضرت کا بیان ہوتا۔ انہیں علما حق، خصوصاً حضرت امیر شریعت اور اُن کے خانوادے سے بہت محبت تھی جس کا وہ برملا اظہار فرماتے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، اُن کی اولاد کو ہر قسم کے شر و حسد سے محفوظ رکھے اور اُن کی یادگار مدرسہ کو آباد رکھے اور اُن کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین)

قسط: ۲۰

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

چنیوٹ میں آل پاکستان احرار کانفرنس (دسمبر۱۹۵۲ء):

ربوہ (چناب نگر) میں قادیانی ہر سال دسمبر کے آخری دنوں میں سالانہ کانفرنس کرتے تھے۔ جس میں تمام دنیا سے قادیانی شرکت کرتے۔ چنیوٹ شہر سے بھی مسلمانوں کو دعوت دی جاتی کہ وہ قادیانیوں کے اس جلسے میں شرکت کریں، مجلس احرار اسلام نے انہی تاریخوں میں قادیانیوں کے مقابلے میں سالانہ کانفرنس کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ احرار ختم نبوت کانفرنس ہر سال چنیوٹ میں ہوتی۔ دسمبر۱۹۵۲ء کی کانفرنس کئی لحاظ سے احرار کی تاریخ میں نمایاں حیثیت اختیار کر گئی کہ اسی کانفرنس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مرزا بشیر الدین کے چیلنج کا جواب دیا تھا۔ میں لدھیانہ سے واپس آیا تو اس کانفرنس میں شرکت کے لیے چنیوٹ آ گیا۔ کانفرنس کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں۔ اور انتظامات کے لیے جماعت نے الگ کمیٹی بنادی تھی جس کے صدر میرے ماموں میاں غلام مرتضٰی راجھہ تھے۔ اراکین میں ظہور راج، شیر محمد آزاد، نذر محمد کیتھ، شیر محمد وسیر، سالار نذر محمد اعوان اور چند دوسرے احرار شامل تھے۔ کانفرنس جس جگہ ہوئی وہاں آج اسلامیہ ہسپتال ہے۔ اس علاقے میں کہیں بھی کوئی عمارت نہیں تھی اور اس وقت یہ جگہ ایک کھلا میدان تھا جس میں ہزاروں لوگ بیٹھ کر مقررین کو سن سکتے تھے۔

میرے ماموں غلام مرتضٰی نے اس کانفرنس کی تیاری میں رات دن ایک کر دیا۔ شہر اردگرد کے علاقوں میں بڑے وسیع پیمانے پر کانفرنس کا اعلان کیا گیا۔ یہ کانفرنس ہر سال تین دن تک ہوتی اور آخری دن امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب ہوتا تھا۔ ان دنوں ملک کے اندر قادیانیوں کی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں اور انہوں نے ملک میں ہر لحاظ سے اہمیت حاصل کر لی تھی۔ ادھر اس کے جواب میں مجلس احرار کے رہنما بھی ملک بھر میں ان قادیانیوں کے خلاف پورے زور و شور سے کام کر رہے تھے۔ دوسرے شہروں سے بھی لوگ کافی تعداد میں چنیوٹ کی اس تاریخی کانفرنس میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ کانفرنس میں کوئی اہم فیصلہ ہونے والا ہے، کیونکہ چند دن پہلے سرگودھا میں بھی ایک احرار کانفرنس ہوئی تھی جس میں اکابرِ احرار کی تقریروں کا لہجہ انتہائی سخت اور قادیانیت کے خلاف جارحانہ تھا۔ اس لیے کہ قادیانی منصوبے کو ناکام بنانے کا یہی ایک طریقہ تھا کہ ان کے خلاف ایک عوامی تحریک کا اعلان کیا جائے تاکہ تحریک کے ذریعے قادیانیوں کی حکومت پر مکمل گرفت حاصل کرنے کی کوشش کو ناکام

بنایا جا سکے۔ چنانچہ ان حالات میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پورے ملک کے اندر اس کانفرنس کی خاص اہمیت تھی۔

امیر شریعت کا اعلان:

تین دن میں جب آخری رات کو جلسہ شروع ہوا تو امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ چنیوٹ پہنچ چکے تھے اور ان کے ساتھ دوسرے احرار رہنماؤں کے علاوہ اُن کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جنھوں نے امیر شریعتؒ سے پہلے تقریر کی۔ میں نے اُنہیں ۱۹۴۹ء میں احرار کانفرنس لاہور کے موقع پر ملتان کے جیش کی قیادت کرتے ہوئے دیکھا اور اس کانفرنس میں پہلی دفعہ اُن کی تقریر سے مستفیض ہوا۔ تقریر کیا تھی محسوس ہوتا تھا کہ کوئی مردِ مجاہد میدان جہاد میں تیغ زنی کے جوہر دکھا رہا ہو، تقریر میں فقروں کا تسلسل قابل داد تھا۔ زبان میں جادو سا اثر، علم و فضل کے کرشمے آنکھوں میں نور تو روح میں سرور پیدا کرتے محسوس ہوئے۔ وہاں بیٹھے سامعین سبھی پہلی دفعہ اُنہیں سن رہے تھے اور اُن کی علمی و ادبی دسترس پر حیران و ششدر بھی تھے اور داد و تحسین کے ڈونگرے بھی برسا رہے تھے۔

آخری تقریر امیر شریعت کی تھی۔ لوگوں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا، ہزاروں کا مجمع اُن کی آمد پر کھڑا ہوا اور کافی دیر تک نعروں سے فضا گونجتی رہی۔ امیر شریعت نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ پڑھا اور تقریر کرتے کرتے اس اعلان تک پہنچ گئے جو اعلان متوقع تھا۔ آپ نے کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ:

”لے بیٹے محمود تیرا باون (۱۹۵۲ء) تو گزر گیا اب بخاری کا ترپن (۱۹۵۳ء) آ رہا ہے ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔“

یہی وہ اعلان ہے جس نے اس کانفرنس کو ایک تاریخی کانفرنس کا درجہ دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے قادیانی اخبار الفضل میں قادیانی خلیفہ کے یہ اعلان شائع ہو رہے تھے:

۱۔　سن باون نہ گزرنے پائے ملک کے اندر ایسے حالات پیدا کرو کہ دشمن آغوشِ احمدیت میں پناہ لینے کے لیے مجبور ہو جائے

۲۔　اب وقت آ گیا ہے کہ انتقام لیا جائے گا

۱۔ مُلّا احتشام الحق سے

۲۔ مُلّا عبدالحامد بدایونی سے

۳۔ مُلّا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے

۴۔ مُلّا ابوالاعلیٰ مودودی سے

امیر شریعت نے اسی کے جواب میں ہی کہا کہ ”بیٹا بشیر الدین تیرا باون تو گزر گیا بخاری کا ترپن آ رہا ہے ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔“

اور ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی جس تحریک نے قادیانی عزائم کو خاک میں ملا دیا اور اسی تحریک کے نتیجے میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اور قادیانی وزیر خارجہ معزول ہوئے پھر اسی تحریک کی کوکھ سے ۱۹۷۴ء کی تحریک نے جنم لیا جس کی وجہ سے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے ذریعے قادیانی کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ امیر شریعت کا یہ اعلان قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دلوانے کا پہلا مؤثر قدم تھا۔ اس تحریک کے بارے میں جو کچھ فیصل آباد (لائل پور) میں ہوا اس کا ذکر آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

لدھیانہ کی ہاکی ٹیم کی لائل پور میں آمد:

یہ بات لدھیانہ میں ہی طے ہوگئی تھی کہ لدھیانہ کے زرعی کالج کی ہاکی ٹیم پاکستان آئے گی اور زرعی کالج لائل پور میں قیام کے دوران ہاکی میچ کھیلے گی۔ چنانچہ اسی طے شدہ پروگرام کے مطابق غالباً جنوری ۱۹۵۳ء میں لدھیانہ کی ہاکی ٹیم زرعی کالج پہنچ گئی اور نیو ہاسٹل میں قیام پذیر ہوئی۔ شہر میں اس بات کا چرچا ہوا کہ سکھ پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ کئی لوگ صرف سکھوں کو دیکھنے کے لیے زرعی کالج آنا شروع ہوگئے۔ میرا چھوٹا بھائی ظہیر احمد اس وقت چھ سات سال کا بچہ تھا۔ گھر میں جب میں نے کہا کہ سکھ لائل پور زرعی کالج میں آئے ہوئے ہیں تو اس نے بھی مجھے کہنا شروع کر دیا کہ بھائی جان میں نے تو سکھ نہیں دیکھے ہوئے۔ سکھ کیا ہوتے ہیں؟ مجھے بھی سکھ دکھائیں۔ ایک دن میں اسے زرعی کالج سکھ دکھانے کے لیے لے آیا۔ اس وقت سکھ کھلاڑی نہا کر کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے عورتوں کی طرح لمبے بال ان کے کھلے ہوئے تھے۔ جب میں اپنے چھوٹے بھائی کو لے کر نیو ہاسٹل کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے عجیب منظر دیکھا کہ منہ پہ داڑھی اور سر کے بال عورتوں جیسے لمبے تو وہ حیرانی، تعجب اور قدرے خوف زدہ ہو کر میرے ساتھ چمٹ گیا۔ کہنے لگا۔ بھائی جان یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہی تو سکھ ہیں جنھیں تو دیکھنے کے لیے یہاں آیا ہے۔ سکھ کھلاڑی یہ سب دیکھ رہے تھے۔ اس پر وہ خود بھی لطف اندوز ہوئے اور کئی کھلاڑیوں نے تو قہقہہ بھی لگایا۔ انہیں معلوم ہوگیا کہ معاملہ کیا ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ وہی جو آپ سمجھ گئے ہیں۔ میرا چھوٹا بھائی ہے اس کا اصرار تھا کہ سکھ کیا ہوتے ہیں؟ مجھے بھی سکھ دکھاؤ تو میں اسے یہاں آپ کے پاس لے آیا۔ اب یہ حیران ہے کہ کیا انسان ایسے بھی ہوتے ہیں؟ میری اس بات پر بھی انہوں نے کسی قسم کی ناراضی کا اظہار نہ کیا میں اُن کی چارپائی پر بیٹھ گیا اور وہ میرے چھوٹے بھائی کو بڑی محبت کے ساتھ اپنے پاس بٹھا کر اس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہوگئے۔ اس پر میں نے کہا کہ اب آپ اسے چھوڑ کر اپنی اس حالت کو تبدیل کر کے آئیں تا کہ میں اسے اصلی سکھ بھی دکھا سکوں۔ سر پہ آپ کے پگڑی ہوگی تو آپ اصلی سکھ ہوں گے اس وقت تو آپ نقلی سکھ ہیں۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ پگڑی والا معاملہ تو آپ مسلمانوں کے لیے بھی ضروری تھا آپ نے چھوڑ دیا ہم اسے نہیں چھوڑ سکتے۔ بہت جلد وہ اندر سے اپنی حالت کو تبدیل کر کے آئے تو پھر اُنہیں چھوٹے بھائی نے دیکھا کہ سر پر پگڑی نے ان لمبے

بالوں کو اپنے اندر چھپا رکھا تھا تو میں نے کہا کہ بھائی یہ ہیں وہ سکھ جو تو دیکھنا چاہتا تھا۔

چار پانچ روز تک زرعی کالج کے گراؤنڈ پر ہاکی میچ ہوتے رہے اور شہر کی بھاری اکثریت ان میچوں سے محظوظ ہوتی رہی۔ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ میچ دیکھنے چلے آتے ،معلوم ہوتا کہ کوئی میلہ سا لگ گیا ہے۔ اُن کے قیام کے دوران وہی سلسلہ رہا کہ رات کو ہم سکھوں کے ساتھ گپ شپ کرتے اور شام کو میچ کھیلتے۔ پرتھی پال سنگھ کے ساتھ میری دوستی ہوگئی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو دوسروں کی نسبت زیادہ توجہ دیتے۔ ایک دن میں نے اسے کہا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن تو بہت بڑا ہاکی کا کھلاڑی بنے گا۔ اُس نے کہا یہ تو کیسے جان گیا ہے میں نے کہا کہ تمہارے کھیل میں جتنی گہرائی میں نے دیکھی ہے، تمہاری پوری ٹیم میں اور کسی میں نہیں۔ اور میری یہ بات درست رہی کہ ایک دن پرتھی پال سنگھ دنیا کا نامور کھلاڑی بن کے اُبھرا اور اسے آج بھی "KING OF SHORT CORNOR" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

بہرحال چند دنوں کے بعد ٹیم واپس چلی گئی اور ہم نے بھی اُنہیں واپسی پر کوئی نہ کوئی تحفہ دیا۔ میں نے پرتھی پال سنگھ کو سیالکوٹ کی بنی ہوئی ہاکی دی جس کا تقاضہ اس نے مجھ سے خود کیا، اور ان کے واپس چلے جانے پر ویسے ہی کیفیت تھی جیسے لدھیانہ سے واپس آتے وقت تھی۔ پھر ہم اس کے بعد ایک دوسرے سے نہیں مل سکے۔ ایک دن اخبار میں خبر پڑھی کہ آل انڈیا ہاکی کھلاڑی پرتھی پال کو لدھیانہ میں گولی مار کے قتل کر دیا گیا۔ تو دل دھک سے بیٹھ گیا انتہائی صدمہ ہوا کہ ایک اچھا کھلاڑی دنیا سے چلا گیا۔ اور شاید مارنے والے بھی سکھ ہی تھے۔ ان دنوں سکھوں کی تحریک چل رہی تھی اور ایسٹ پنجاب کے حالات بڑے خراب تھے۔ انہی خراب حالات کا شکار ہوگیا۔ لیکن ہاکی کی دنیا میں اپنا ایک بڑا نام چھوڑ گیا۔

زندگی ایسا سفر ہے کہ جس میں
لوگ ملتے ہیں سرِ راہ بچھڑ جاتے ہیں

گورنمنٹ کالج لائل پور سے ہاکی میچ اور شکست:

سکھوں کے چلے جانے کے بعد ہماری نظریں گورنمنٹ کالج کے ساتھ یونیورسٹی میں ہونے والے ہاکی میچ پر جمی تھیں دن رات خوب محنت کی جا رہی تھی۔ خاص طور پر مجھ پر اس میچ کا بہت زیادہ دباؤ تھا کہ میں گورنمنٹ کالج چھوڑ کر زرعی کالج آیا ہوا تھا۔ صورت حال یہ تھی کہ ان کی فارورڈ لائن انتہائی مضبوط تھی۔ جس میں سرور اعوان اور سیف لودھی شہید خاص طور پر خطرناک کھلاڑی تھے۔ وہ مضبوط سے مضبوط دفاعی لائن کو توڑ کر بھی گول کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے، ادھر ہماری ٹیم کا دفاع تو مضبوط و مستحکم تھا لیکن فارورڈ لائن کمزور تھی۔ چنانچہ جس دن میچ ہوا سارا شہر زرعی کالج کے ہاکی گراؤنڈ پر پہنچا ہوا تھا۔ وہی روایتی نعرے فضا میں بلند ہو رہے تھے۔ ہل پنجالی ہائے ہائے، گاجر مولی ہائے ہائے، جواباً گورنمنٹ کالج کے خلاف جو نعرے عموماً لگائے جاتے وہ وہی تھے۔ سرخی پاؤڈر ہائے ہائے، شیشہ کنگھی ہائے ہائے، جیسے جیسے نعرے بلند

ہوتے میچ میں تیزی آتی اور لوگ ہمارے میچ سے محظوظ ہوتے۔ پہلے روز میچ برابر رہا، ہار جیت کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تو یونیورسٹی کی طرف سے مقرر کردہ ریفریوں نے کہا کہ کل اسی گراؤنڈ پر دوبارہ میچ ہوگا۔ دوسرے دن پھر وہی صورت تھی۔ گراؤنڈ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ نعرے لگ رہے تھے اور میچ اپنے جوبن پر تھا۔ لیکن دوسرے دن کے میچ میں گورنمنٹ کالج نے ہماری زرعی کالج کی ٹیم کو ایک گول سے ہرا دیا۔ اور ہم اس شکست پر بڑے رنجیدہ ہوئے لیکن یہ شکست کا صدمہ عارضی نوعیت کا ہوتا ہے اور پھر کچھ ہی عرصے بعد شکست کی کیفیت پر قابو پا لیا جاتا ہے۔ مگر میرے لیے یہ شکست عارضی نہ تھی بلکہ ایک عرصے تک میرے لیے پریشانی کا باعث بنی رہی اور گورنمنٹ کالج کے کھلاڑی مجھ پر طنز اور طعن کے تیر برساتے رہے اس لیے میں انہیں چھوڑ کر زرعی کالج آ گیا تھا۔ بہر حال اس شکست کے بعد ہمارا ہاکی کا عرصہ ختم ہوا اور کلاسوں میں باقاعدگی کے ساتھ جانا شروع کیا تو پھر میرے اس خیال کو مزید تقویت ہوئی کہ میں اس کالج میں نہیں پڑھ سکتا۔ اتنے مضامین اور پھر ریاضی کا مضمون یہاں پر انگریزی میں پڑھایا جاتا جو میری سمجھ سے بالاتر تھا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ زرعی کالج سے کیسے نجات حاصل کی جائے۔ اس کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ بشیر جو میرے سکول فیلو تھے اور میرے ساتھ اسی کالج میں تھے۔ وہ بھی اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ کالج تو بڑا خوبصورت ہے لیکن یہاں پر میرا ابھی جی نہیں لگا۔ کبھی کبھی ہم اس کالج کی تعریف میں اتنا آگے نکل جاتے کہ عمارت کو تاج محل سے تشبیہ دیتے اور پھر ہنس پڑتے تھے۔ کہ یہاں پر زندہ دفن ہیں۔ جن کی زندگی اتنی مشکل ہے کہ اُنہیں زندہ نہیں مردہ ہی کہنا چاہیے۔ بہر حال یہ سب کچھ ہم دونوں کے لیے ہی تھا۔ وہ طلباء جو ہاسٹل میں مقیم تھے اور جن کا کسی کھیل سے بھی کوئی تعلق نہیں تھا اُن کا معاملہ ہم سے مختلف تھا۔ دراصل یہ کالج صرف اور صرف اُن طلباء کے لیے ہی تھا۔ جو بیرون شہر اور دوسرے ملکوں کے تھے اور ہاسٹل میں قیام پذیر تھے۔

بہر حال کالج جاتے اور گھر آ جاتے۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے دیکھا کہ بشیر کالج میں نہیں آتا۔ میں نے اس کے گھر میں جا کر ملاقات کی اور کالج سے مسلسل غیر حاضر رہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں نے تو کالج چھوڑ دیا ہے۔ میں نے ''مائی گریشن'' کر لی ہے اور گورنمنٹ کالج میں آ گیا ہوں۔ میں سن کر حیران ہو گیا کہ یہ کیسے ہوا۔ کہنے لگا میں نے ''مائی گریشن'' کی درخواست ہیڈ کلرک کو دی اس نے دوسرے کاغذوں کے درمیان میری وہ درخواست بھی رکھ دی۔ پرنسپل نے دستخط کر دیے تو ہیڈ کلرک نے درخواست دے دی اور میں اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے کہا کہ تو نے تو اپنی جان چھڑا لی ہے اب میں کیا کروں۔ اس نے جواب میں کہا کہ تو بھی وہی کر جو میں نے کیا ہے۔ میں نے بھی ایسا کیا۔ لیکن میری درخواست ہیڈ کلرک نے بجائے پرنسپل کے سامنے رکھنے کے ہمارے ہاکی کے انچارج ڈاکٹر عبدالحفیظ کو دے دی، اس پر مجھے ڈاکٹر عبدالحفیظ اور غلام رسول نے طلب کر لیا۔ اور سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اور تم کیا کر رہے ہو۔ ہم تمہیں کالج نہیں چھوڑنے دیں گے۔ تم ہماری اجازت کے بغیر کسی اور کالج میں داخل نہیں ہو سکتے اگر تم نے ایسا کیا تو اپنا تعلیمی مستقبل تباہ کر لو گے۔ اس پر میں پریشان تھا کہ اب کیا کروں۔ کچھ ہی دنوں کے بعد تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء شروع ہو گئی۔

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں شرکت:

بس پھر کیا تھا کہ میں نے کالج جانا چھوڑ دیا اور تحریک کے رضا کاروں کے ساتھ مل کر تحریک کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ جماعت احرار لائل پور کے ساتھ میرا تعلق اور رابطہ تو تھا ہی میں جماعت کی سرگرمیوں میں حصہ دار رہا اور تمام رضا کار اور عہدیدار مجھے ذاتی طور پر جانتے بھی تھے۔ مولانا عبداللہ احرار، مولانا تاج محمود صاحب کے ساتھ میرے خصوصی تعلقات تھے اس لیے کہ یہ دونوں حضرات والد صاحب کے ذاتی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ پھر عالم بٹالوی ''عالم کافی ہاؤس'' کے مالک کے ساتھ بھی میرا اچھا خاصا تعلق تھا۔ اُن کے کافی ہاؤس میں دن رات شہر کے دانش ور، سیاسی کارکن اور جلسہ میں شرکت کرنے والے لیڈر حضرات بھی ضرور آتے اور مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے۔ یہ ''عالم کافی ہاؤس'' دن رات کھلا رہتا تھا اس کا سرے سے کوئی دروازہ ہی نہیں تھا۔ اس لیے کہ اسے بند کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی۔ عالم بٹالوی بڑے دھڑلے کے احراری کارکن تھے۔ گورداس پور سے اُن کا تعلق تھا اور وہ ہمیں گورداس پور کے احرار رضا کاروں کے واقعات سناتے اور ہم محظوظ ہوتے۔

تحریک جب اپنے جوبن پر تھی تو ہم نے گھر جانا ہی چھوڑ دیا۔ جامع مسجد کچہری بازار تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کا مرکز بن گئی تھی۔ دیہات سے آنے والے سیکڑوں کی تعداد میں وہ لوگ جو اس تحریک میں اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کرنے کے خواہش مند ہوتے یہیں مقیم تھے۔ لوگوں نے آٹا، دال، شکر، گڑ اور دیگر اشیائے خورونوش مسجد میں جمع کرانا شروع کر دیے، لوگ مسجد کی دیوار کے ساتھ بکرے باندھ جاتے تاکہ گرفتاری پیش کرنے والوں کی کھانے پینے کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ ایثار، قربانی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت کے فقید المثال مظاہر دیکھنے کو ملے۔ لوگوں کا اندازِ فکر یکسر تبدیل ہو گیا تھا۔ ہر شخص تحریک میں کسی نہ کسی صورت میں مدد دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتا اور کوشش کرتا کہ قادیانیوں کے خلاف یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہو۔ اور یہ سب اس لیے تھا کہ مجلس احرارِ اسلام نے پچھلے چار برسوں میں پورے ملک کے اندر جلسے کر کے لوگوں کی قادیانیت کے خلاف ذہن سازی کی تھی لوگوں کو قادیانیت اور اس کے مذموم مقاصد، ملک کے خلاف اُن کے عزائم سے متعارف کرایا تھا۔ اور لوگوں کو باور کرایا کہ قادیانی اسرائیل اور امریکہ کے تعاون سے اس ملک کو اپنی گرفت میں لا کر پورے پاکستان کو اپنے چنگل میں جکڑنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں اور اُنہیں اس منصوبے میں ناکام اور نامراد کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا جائے۔ تحریک کے بنیادی تین مطالبات بھی اس کی تائید کرتے ہیں:

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے

۲۔ قادیانی وزیر خارجہ کو معزول کیا جائے

۳۔ بڑے بڑے سرکاری عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ علامہ اقبال نے بھی انگریزی دورِ اقتدار میں حکومتِ وقت سے کیا تھا۔ سر ظفر اللہ نے پاکستان کے وزیرِ خارجہ کی حیثیت میں پوری دنیا کے اندر قادیانیت کو فروغ دینے اور اسے دنیا کے مختلف ممالک میں اپنے اڈے قائم کرنے کے مواقع مہیا کیے۔ روپیہ پاکستان حکومت کا تھا جسے قادیانیت کی بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اور نشر و اشاعت پر صرف کیا گیا بہر حال لائل پور میں دوسرے ملک کے اہم شہروں کی طرح تحریک بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی تھی۔ کسی قسم کی کوئی تخریبی کارروائی یا واقعہ دیکھنے میں نہیں آیا تھا پرامن طریقے سے تحریک چل رہی تھی۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ نمازِ ظہر کے بعد مسجد جلسہ عام ہوتا، جس میں مختلف مدرسہ فکر، دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اور مجلس احرار کے رہنماؤں کی تقریریں ہوتیں۔ جس کے بعد شہر کے مختلف محلوں سے جلوس نکلتے اور وہ چوک گھنٹہ گھر میں جمع ہوتے۔ پھر کچہری بازار کی مسجد میں جمع ہونے والے ہزاروں افراد جنھوں نے اس روز اپنی گرفتاری پیش کرنا ہوتی گلے میں پھولوں کے ہار ڈال کر باہر نکلتے اور گھنٹہ گھر کے اس جمِ غفیر میں شامل ہو جاتے۔ گھنٹہ گھر کے چوک پر پھر تقریریں ہوتیں۔ قادیانیت کے محاسبے پر گفتگو ہوتی اور پھر ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں پر مشتمل جلوس رہنماؤں کی قیادت میں اُن رضا کاروں کو ساتھ لیے ڈسٹرکٹ جیل جو زرعی کالج کے ساتھ تھی روانہ ہو جاتا۔ ختمِ نبوّت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے نعروں سے شہر کی پوری فضا گونج اُٹھتی۔ پُرامن جلوس جیل کے دروازے تک جاتا جہاں اُن رضا کاروں کو گرفتار کر لیا جاتا اور اس کے بعد جلوس منتشر ہو جاتا۔ اس کے بعد ہم رضا کار واپس آ کر اگلے دن کے پروگرام وضع کرتے۔ بے شمار رضا کار جو گرفتاری کے لیے شہر اور شہر کے گرد و نواح سے آئے ہوئے ہوتے اُنہیں کھانا وغیرہ کھلاتے اور اس طرح ہمارا کام اختتام پذیر ہوتا۔

میری پٹائی ہوئی:

لائل پور کی مرکزی قیادت نے فیصلہ کیا کہ شہر کی مقتدر شخصیتوں کو بھی جلوس کی قیادت کرنے پر زور دیا جائے۔ اسی فیصلہ پر عمل کرنے کے لیے ایک دن جلوس شہر کے ایم۔ ایل۔ اے شیخ محبوب الٰہی کی کوٹھی کے سامنے اکٹھا ہوا اور تقاضہ کیا گیا کہ آج جلوس کی قیادت شیخ محبوب الٰہی کریں۔ کوٹھی کے باہر نعرے لگائے جا رہے تھے کہ اسی دوران کچھ لوگ کوٹھی کے اندر چلے گئے جن میں چند نوعمر لڑکے بھی تھے۔ میں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا جو کوٹھی کے اندر گئے۔ چند لوگوں نے کوٹھی میں رکھے پودوں کو نقصان پہنچانا شروع کیا۔ کچھ توڑ پھوڑ بھی ہوئی۔ کچھ لڑکوں نے چند کنکر کوٹھی کے اندر پھینکنے شروع کیے تو میں نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ اس وقت میرے ہاتھ میں ایک چھوٹی سے چھڑی تھی جو میں ان لڑکوں کو روکنے کے لیے ان کے سروں پر ماری تو انہوں نے جواباً مجھے کہا کہ ''یہ قادیانی ہے اسے پکڑلو''۔ بس پھر کیا ہوا کہ لوگوں نے مجھے مارنا شروع کیا۔ لاتوں اور مکوں کی بارش مجھ پر ایسی ہوئی کہ میں بے حال ہو گیا۔ میں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ میں قادیانی نہیں

ہوں۔ اسی اثنا میں چند رضا کاروں نے مجھے دیکھ لیا اور انہوں نے بصد کوشش مجھے ان شریر لڑکوں سے بچالیا۔ میرے پورے جسم پر چوٹوں کے نشان تھے۔ سر کی ہر جگہ مکوں کی وجہ سے ابھر آئی اور بالکل بے ہوشی کی حالت میں جلوس سے باہر آیا۔ جسم کا ہر حصہ درد سے چُور چُور ہو گیا۔ مجھے ایک محفوظ جگہ بٹھایا گیا۔ چند رضا کاروں نے میرے جسم کو دبایا پانی پلایا اور مجھے حوصلہ دیا۔ جس کے بعد کچھ ہوش آیا اور پھر اسی حالت میں جلوس میں شامل ہو گیا۔ لیکن میں آج بھی جب اس پٹائی کا خیال کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اگر مجھے نہ بچایا جاتا تو نہ جانے میرے ساتھ کیا ہوتا۔ یہ بھی ختمِ نبوّت کا ہی صدقہ ہے کہ زندہ ہوں ورنہ اس دن موت اور میرے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

ڈپٹی کمشنر نے جلوسوں کی قیادت کی:

دوسرے دن اسی فیصلے کے تحت جلوس ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی کے اندر چلا گیا اور ڈپٹی کمشنر لائل پور سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ باہر آ کر جلوس کی قیادت کریں۔ یہ مطالبہ اتنا شدید تھا کہ ڈپٹی کمشنر کو اپنی کوٹھی سے باہر آنا پڑا اور جلوس کی قیادت کرنا پڑی۔ جلوس ڈپٹی کمشنر کی ساتھ والی سڑک سے جیل تک پہنچا۔ اور اس سارے سفر میں ڈپٹی کمشنر جلوس کے آگے آگے رہے۔ وہاں پر رضا کاروں کی گرفتاریوں کا عمل مکمل ہوا تو ہم حسبِ معمول واپس کچہری مسجد میں آئے اور اپنے کاموں میں مصروف تھے کہ رات گیارہ بجے ہمیں اطلاع ہوئی کہ جن رضا کاروں کو گرفتار کیا گیا تھا اُنہیں جیل سے سڑک پر لایا گیا اور پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کر کے اُنہیں زخمی کر دیا ہے۔ اس پر پوری مسجد میں کہرام مچ گیا، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جیل کے باہر جمع ہوئے تو دیکھا کہ وہ تمام افراد جنھوں نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا تھا زخمی حالت میں پڑے شدتِ درد سے کرّاہ رہے تھے انہیں وہاں سے اٹھایا گیا اور مختلف ہسپتالوں میں داخل کرایا گیا۔ کسی کی ٹانگ اور کسی کا بازو ٹوٹ گیا تھا۔ کسی کے سر پر شدید چوٹ اور کسی کی کمر زخمی تھی۔

یہ صورت حال انتہائی تشویش ناک تھی۔ رات کو ایک بجے کے قریب مسجد کے اندر اُن تمام اکابر کا ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت مولانا تاج محمود نے کی اور اس واقعہ پر گفتگو ہوئی کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اب اس پُر امن تحریک کو تشدّد کے ذریعے کچلنا چاہتی ہے۔ ملک کے دوسرے شہروں سے بھی جو خبریں آ رہی تھیں اُن سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ تحریک کا پُر امن آگے کی طرف بڑھنا حکومت کے لیے بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے۔ اس لیے اب حکومت یہ چاہتی ہے کہ تحریک کو تشدّد کے ذریعے کچل دیا جائے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مجلسِ عمل کو جس کی قیادت میں یہ تحریک چل رہی تھی خواجہ ناظم الدین نے جو اُس وقت پاکستان کے وزیرِ اعظم تھے اپنی آخری ملاقات میں صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ دیکھیے:

''میں آپ کے مطالبات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس سے امریکہ ناراض ہو جائے گا اور ملک میں اس وقت گندم کا

قحط ہے امریکہ گندم بند کردے گا اور لوگ بھوک سے مرجائیں گے''

پھر مرکزی مجلس عمل کی پوری قیادت جس میں مجلسِ عمل کے صدر مولانا ابوالحسنات قادریؒ امیر شریعتؒ اور دوسرے بڑے علما انہیں کراچی میں ہی گرفتار کرلیا گیا تھا۔ جس کے بعد یہ تحریک شروع ہوئی اور پورے ملک کے اندر پھیل گئی تھی۔

ان حالات میں لائل پور کی قیادت نے یہ فیصلہ کیا کہ کل کے جلوس کو کنٹرول کرنے کے لیے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کو سفید کپڑوں میں جلوس میں شامل کیا جاسکتا ہے اور وہ لوگ توڑ پھوڑ کی کارروائیوں سے پولیس کو ایکشن لینے کا جواز پیدا کریں گے لہٰذا احتیاط رہنا ہوگا۔ اس پر ہم سب پریشان بھی ہوئے اور سوچنے لگے کہ کیسے اس صورت حال کو کنٹرول میں رکھا جاسکتا ہے جس کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

دوسرے دن حالات قابو سے باہر ہوگئے۔ عام لوگ بھی پہلی رات کے واقعے سے مشتعل نظر آئے۔ دکانوں کو بند کرانا شروع ہوگیا۔ پتھروں کی بارش نے رضا کاروں تک کو زخمی کردیا۔ ایک جگہ جارحانہ کارروائیوں کو روکتے تو دوسری جگہ شروع ہوجاتی۔ لیکن اس کے باوجود جلوس اپنے معمول کے مطابق آگے بڑھتا اور اپنی منزلِ مقصود پر جاکر ہی ختم ہوا۔

گولیاں اور شہادتیں:

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہمارے یعنی رضا کاروں کے کنٹرول سے باہر تھا۔ ایک دن مرکزی مسجد میں اطلاع آئی کہ جھال خانوالہ کے پھاٹک کے قریب کراچی سے آنے والی گاڑی کو لوگوں نے سگنل سے باہر روک رکھا ہے۔ گاڑی میں بیٹھے مسافر پریشان ہیں اور خطرہ ہے کہ وہاں حکومت کی طرف سے کوئی ناخوش گوار واقعہ رونما نہ ہوجائے۔ لہٰذا رضا کاروں کا ایک جتھا وہاں جائے اور تدبّر وحکمت کے ساتھ ریلوے لائن پر دھرنا دینے والوں کو اس کام سے روکے کہ یہ بات تحریک کے خلاف ہے اور اس سے تحریک کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ان رضا کاروں کے ساتھ میں بھی وہاں چلا گیا۔ رضا کاروں نے پہلے تو دھرنا دینے والوں سے بات چیت کی اور انہیں سمجھایا کہ یہ جو کچھ آپ کررہے ہیں یہ تحریکِ مقدس کے ضابطوں کے خلاف ہے اس طرح آپ اس تحریک کو ناکام بنانے کی نادانستہ کوشش کررہے ہیں۔ اگر آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ہے تو پھر اس کام کو چھوڑ دیں اور ریل گاڑی کو لائل پور ریلوے سٹیشن تک پہنچنے دیں۔ ہمارا یہ وعظ ان پر اثر کرگیا اور دھرنا ختم کردیا گیا۔ ریل گاڑی چل پڑی تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ سٹیشن کی سمت سے ملیشیا پولیس کے پندرہ بیس سپاہی سٹی مجسٹریٹ کی معیت میں نمودار ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو بغیر وارننگ دیے فائر کھول دیے، رضا کار اور عام شہری اس فائرنگ کی زد پر تھے۔ کچھ لوگ ادھر اُدھر ہوگئے اور میں بھی ایک طرف ریلوے لائن کے ساتھ زمین پر لیٹ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جن کو گولی لگتی وہ جواب میں اپنے پورے جوش کے ساتھ ختمِ نبوّت کا نعرہ بلند کرتے اور اُنہی سپاہیوں سے بندوقیں چھین تو لیتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی زمین پر گر کر اپنی جان اللہ کی خوش نودی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے تحفظ پر قربان کر

دیتے۔ تین چار لوگ اُسی جگہ پر دم توڑتے شہید ہو گئے تو پولیس وہاں سے چلی گئی۔ ریل گاڑی تو اس واقعے سے پہلے ہی سٹیشن پر پہنچ چکی تھی۔ رضا کاران شہیدوں کی میت کو ادھر اُدھر سے چار پائیاں مانگ کر اپنے ساتھ ہی تحریک کے مرکز کچہری بازار کی جامع مسجد میں لے آئے اور مسجد کے تالاب کے پاس اُن کی نعشیں رکھ دی گئیں۔ شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور مشتعل لوگ گھروں سے نکل کر باہر آ گئے۔ حکومت کے خلاف، وزیر اعظم کے خلاف اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف نعرے بازی اتنی شدید تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ ہزاروں لوگوں کا اجتماع چند ہی گھنٹوں میں مسجد اور اس کے ارد گرد جمع ہو گیا تھا۔ اب ان لوگوں کو نظم وضبط اور قابو میں رکھنے کا مرحلہ در پیش تھا۔ مولانا تاج محمود اور دوسرے رہنماؤں نے ہاتھ جوڑ جوڑ کر لوگوں کے اس جوش کو ٹھنڈا کیا۔ اس عرصے میں شہداء کے ورثاء بھی مسجد پہنچ چکے تھے ان سے مشورہ کر کے شہیدوں کو دوسرے روز عید باغ میں جنازے کے بعد بڑے قبرستان میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ دوسرے روز ان شہیدوں کی نماز ظہر کے بعد عید باغ دھوبی گھاٹ لے جایا گیا۔ ان گنت لوگ جنازے کے ساتھ تھے اور اُن کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور شہر کے سب سے بڑے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد ایک جنوب بازار میں بھی گھنٹہ گھر کے قریب گولی چلی جس میں کچھ لوگ شہید ہوئے اُس چوک کو کچھ لوگ اب بھی شہید چوک کے نام سے جانتے ہیں۔

لاہور میں مارشل لا، لاہور میں لوگوں کی شہادتیں۔ ان تمام واقعات کے صورت یہاں تک پہنچی کہ مسجد ہی کو سیل کر دیا گیا۔ اذانیں بند، نمازیں بند اور کئی دن تک وہاں پر پولیس کا پہرہ رہا۔ کسی کو ادھر جانے کی اجازت نہیں تھی۔

مولانا تاج محمود کی گرفتاری:

ایک روز مولانا تاج محمود جن کی قیادت میں یہاں لائل پور میں تحریک چل رہی تھی انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جو روپوش تھے لیکن اس کے باوجود گرفتار ہو گئے تو پھر ہم نوجوانوں نے اس تحریک کو خفیہ طور پر چند روز تک جاری رکھا ہم پندرہ بیس لڑکے گرفتاری دینے والوں سے خفیہ رابطہ رکھتے اور کسی وقت بھی انہیں گھنٹہ گھر لے آتے اور اُن کو ہار پہنا دیتے لوگ جمع ہو جاتے اور پولیس اُنہیں گرفتار کر کے لے جاتی۔ اب حکومت کے کارندے پریشان تھے کہ یہ کون لوگ تحریک چلا رہے ہیں۔ چند ہی دن گزرے کہ ہمارے چند ساتھی گرفتار ہو گئے۔ اب معاملہ ہمارے بس سے باہر تھا۔ مجھے کسی نے کہا چنیوٹ میں بھی تحریک جاری ہے۔ چنانچہ میں لائل پور سے چنیوٹ چلا آیا اور یہاں پر وہی کام شروع کر دیا۔ جو لائل پور میں کرتا رہا تھا۔ چنیوٹ میں تحریک کے بارے اگلی قسط میں پڑھیے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

مرزا قادیانی، امام وقت یا دجّالِ وقت

سید منیر احمد بخاری (سابق قادیانی جرمنی)

سید المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین جیسا اجمل واکمل انسان نہ دنیا میں پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا۔ یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ خدا کی وحدانیت اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بے مثال ہے لیکن نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی لکھتا ہیں:

امام اپنا عزیزو! اس جہاں میں
غلام احمد ہوا ، دارالاماں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوعِ انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاذ اللہ دوبارہ مرزا قادیانی کی شکل میں نازل ہونے کی یہ نظم لکھ کر قاضی ظہور الدین اکمل نے قطعہ کی صورت میں مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی۔ مرزا قادیانی یہ نظم سن کر اور پڑھ کر بے حد خوش ہوا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گیا۔

سرکار دو عالم سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان ان کے مبارک شہر مدینہ منورہ کی نسبت سے ”رسول مدنی“، صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ قاضی ظہور الدین اکمل نے معاذ اللہ رسول مدنی کے مقابلے میں مرزا قادیانی کو قادیان شہر کی نسبت سے ”رسول قدنی“ کا خطاب دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

اے میرے پیارے، مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے ترے قربان رسول قدنی

آسمان اور زمین تونے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی

(روزنامہ اخبار الفضل، جلد:۱۰۔شمارہ:۳۰۔۱۲؍اکتوبر۱۹۲۲ء)

جس بد بخت یعنی ظہور الدین اکمل نے یہ بے ہودہ شعر لکھے اُس کے خاندان میں ہی میری شادی ہوئی یعنی ان کی بھابھی (ان کے چھوٹے بھائی مولوی محمد نور الدین اجمل کی بیوی) میری خوش دامن (ساس) بنیں۔ان کی بیٹی میری بیوی ہے جو آج الحمدللہ میری طرح مسلمان ہے اور ہم مرزا قادیانی کے مرید قاضی ظہور الدین اکمل اور اپنے سسر مولوی محمد نور الدین اجمل کے جھوٹا ہونے کا زندہ ثبوت ہیں۔ہم ان کے عقائد نہیں مانتے۔آج سے تقریباً بارہ سال پہلے کی بات ہے کہ میں نے اپنی اس قادیانی ساس صاحبہ سے پوچھا کہ خالہ جان! آپ کا کیا خیال ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شرعی یا غیر شرعی نبی آسکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ میں نے پھر پوچھا کہ آپ مرزا صاحب کو کیا سمجھتی ہیں؟ کہنے لگیں کہ میں انہیں نبی نہیں بلکہ امام مہدی مانتی ہوں۔اس طرح وہ بے چاری مرزا قادیانی کو نبی نہیں بلکہ امام مہدی مانتی ہوئی دنیا سے چلی گئیں جب کہ ان کا جیٹھ ظہور الدین اکمل آف گولیکی ضلع گجرات مرزا قادیانی کو آسمان پر چڑھا دیتا تھا! دراصل مرزائی بے چاروں کو یہ پتہ ہی نہ تھا کہ مرزا قادیانی کیا تھا؟ میں بذاتِ خود ۵۵ سال تک قادیانی رہا۔میں پیدائشی قادیانی تھا مجھے بھی دوسرے قادیانیوں کی طرح پتہ ہی نہ تھا کہ مرزا قادیانی کون ہے وہ دراصل کیا ہے؟ وہ معاذ اللہ کبھی خدا بنتا ہے۔کبھی رسول اور کبھی کرشن بنتا ہے۔کبھی عورت بن کر دس ماہ تک حاملہ رہتا ہے۔پھر اپنے پیٹ سے خود ہی پیدا ہو جاتا ہے کبھی عیسیٰ تو کبھی بنی اسرائیل بن جاتا ہے اور کبھی بنی فاطمہؓ کبھی خود کو مغل کہہ دیتا ہے۔کبھی سلمان فارسیؓ۔روح اقبال سے معذرت کے ساتھ

یوں تو مہدیؑ بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمانؓ بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

میں بچپن سے ہی اپنے قادیانی بزرگوں سے یہ سنتا رہا ہوں اور قادیانی اخباروں کتابوں میں پڑھتا رہا ہوں کہ چودھویں صدی میں امام مہدیؑ نے آنا تھا اور وہ امام مہدیؑ مرزا قادیانی ہے۔جنہیں ماننا بے حد ضروری ہے۔جب ہم اپنے والدین کے ہمراہ احمدیوں (قادیانیوں) کے سالانہ جلسہ پر ربوہ (موجودہ چناب نگر) جاتے تو وہاں بوڑھے بوڑھے لوگ ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے کاغذ لیے یہ شعر پڑھتے تھے۔

ساڈا مہدی آیا اے
چودھویں صدی دے آخر تے آیا اے

ترجمہ: ہمارا مہدی آیا ہے۔ وہ چودھویں صدی کے آخر میں آیا ہے۔ یہ چودھویں صدی کو آخری قرار دیتے تھے۔ پندرھویں صدی شروع ہوگئی تو لوگوں نے ان کے جھوٹے ہونے کا شور مچادیا۔ یہ حیرانی سے لوگوں کے منہ دیکھتے اور خاموش رہتے تھے کہ اس کا ان کے پاس جواب نہ تھا۔ (نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد ۴، صفحہ: ۳۷۸)

یہ چودھویں صدی والی بات چونکہ ان کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے خود ہی بنائی تھی لہٰذا یہ جھوٹی ثابت ہوئی۔ میں دنیا بھر کے قادیانیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ مجھے یہ حدیث دکھائیں جس میں یہ لکھا ہو کہ امام مہدیؒ چودھویں صدی میں آئیں گے۔ کوئی قادیانی بھی قیامت تک ایسی حدیث نہیں دکھا سکتا! مرزا قادیانی آسمان سے ''خلیفۃ اللہ المہدی'' کی آواز آنے کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کتاب بخاری میں موجود ہے

(دیکھیے: مرزا قادیانی کی کتاب شہادت القرآن روحانی خزائن جلد: ۶۔ صفحہ ۳۳۷)

یہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا ہے۔ کیا کوئی قادیانی یہ بخاری شریف میں دکھا کر اپنے نبی کی پیشانی سے جھوٹ کا یہ داغ دھوسکتا ہے؟ ہمت ہے تو سامنے آ! وگرنہ اسے جھوٹا سمجھو! مرزا قادیانی بار بار چودھویں صدی میں مجدد، مہدی اور مسیح موعود کے آنے کا ذکر کرتا ہے۔ (مثلاً ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم روحانی خزائن جلد: ۲۱ صفحہ: ۳۳۹) اب قادیانیوں کو پتہ چل گیا ہے کہ چودھویں صدی کی حدیث کوئی نہیں ہے اور ہم گزشتہ سو سال سے یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اب وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے چودھویں صدی کا مرزا کی طرح ذکر نہیں کرتے بلکہ آخری زمانہ کہتے ہیں لیکن اس صورت میں مرزا قادیانی کی تحریروں کا کیا بنے گا؟ جب میں بدقسمتی سے قادیانی تھا تو دوسرے قادیانیوں کی طرح صرف قادیانیوں کی لکھی ہوئی اور مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی کتابیں ہی پڑھا کرتا تھا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ ہمیں کوئی اور کتاب پڑھنے کے لیے نہیں دیتی تھی۔ قادیانیوں کی اکثریت کو پتہ ہی نہیں کہ حدیث کی کتاب کیسی ہوتی ہے؟ وہ مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی کتابوں کو ہی الہامی کتابیں اور حدیثیں سمجھتے ہیں۔ عام مسلمان اور مولوی حضرات انہیں مرزا قادیانی کے جھوٹوں پر گھیر لیتے ہیں تو یہ قادیانی پریشان ہوجاتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا مرزا قادیانی امام مہدی تھا؟

امام مہدی کی نشانیاں یہ ہیں:

(۱)　حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''**المھدی من عترتی من ولد فاطمہ** یعنی مہدی میری عترت سے ہوگا یعنی حضرت فاطمہ کی اولاد سے۔'' (ابوداؤد کتاب المہدی جلد: ۲ صفحہ: ۱۳۱)

مرزا قادیانی سیدہ فاطمہؓ کی نسل سے ثابت کرنے کے لیے لکھتا ہے معاذ اللہ سیدہ فاطمہؓ نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا جس سے ثابت ہوا کہ میں ان کی نسل سے ہوں۔ (براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ حاشیہ در حاشیہ)

یہ سیدہ فاطمہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے وہ تو عظیم الشان شخصیت تھیں ہم تو عام دنیاوی مثال پیش کرتے ہیں اگر کوئی بندر یا کا بچہ شیرنی کی ران پر سر رکھ لے تو کیا وہ شیرنی کا بچہ بن جائے گا؟ میں قادیانیوں سے بار بار یہ

سوال پوچھتا ہوں مگر وہ جواب نہیں دیتے۔ سیدہ فاطمہ تو جنت میں عورتوں کی سردار ہوں گی۔ مرزا قادیانی کا ان سے کیا تعلق؟ پھر برادری یا رشتہ داری ہے سے اگر جنت ملتی تو ابولہب، ابوجہل جہنم میں کیوں جاتے؟ جنت تو اعمالِ صالحہ سے ملے گی۔ مرزا قادیانی کے اعمال کیسے تھے۔ اس کی شخصیت اور اعمال پر بحث کرنا ضروری ہے۔

(۲) کبھی تو مرزا قادیانی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی نسل میں داخل ہونے کے لیے نقب لگاتا ہے لیکن یہ کہہ کر خود کو جھوٹا ثابت کر دیتا ہے کہ وہ تو حضرت علیؓ سے بھی افضل ہے۔ (معاذ اللہ) یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین ہے۔ ''ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی رضی اللہ عنہ کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ، جلد:۱صفحہ:۴۰۰)

(۳) حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین روایات کے مطابق حضرت امام مہدی مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے مکہ مکرمہ میں ان کی بیعت ہوگی۔ ان کی بیعت خلافت کے وقت ان کی عمر چالیس سال ہوگی ان کی خلافت کے تقریباً ساتویں سال بعد کانا دجال نکلے گا جسے قتل کرنے کے لیے حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے باب لُد پر اس کو قتل کریں گے۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن، مسلم کتاب الحج، ابوداؤد کتاب الملاحم، ترمذی ابواب الفتن، ابن ماجہ کتاب الفتن) مرزا قادیانی امام مہدی نہ تھا کیونکہ امام مہدی مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے مرزا قادیانی اس کے برعکس قادیان میں پیدا ہوا۔ ان کی بیعت مکہ مکرمہ میں ہوگی مرزا قادیانی کی بیعت قادیان میں ہوئی۔ امام مہدی کی مدد کے لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے جب کہ مرزا قادیانی کی مدد کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل نہیں ہوئے بلکہ اس کے برعکس مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ وہی حضرت عیسیٰ بھی ہے حالانکہ اس کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ تو آسمان سے نازل ہوں گے۔ نازل کا مطلب اترنا ہے جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی آسمان سے نہیں اترا بلکہ چراغ بی بی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ امام مہدی دنیا کے حاکم ہوں گے جب کہ مرزا قادیانی تو گاؤں قادیان کا حاکم بھی نہ تھا۔

(۴) حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مہدی کا نام وہی ہوگا جو میرا ہے۔ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو میرے باپ کا نام ہے (عبداللہ) وہی اس کے باپ کا نام ہوگا۔ (ابوداؤد ۲، صفحہ:۱۳۱ کتاب المہدی) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی نہ تھا کیونکہ اس کا نام غلام احمد قادیانی تھا، محمد نہیں تھا۔ اس کے باپ کا نام عبداللہ نہیں تھا بلکہ غلام مرتضیٰ تھا۔ (کتاب البریہ حاشیہ صفحہ:۱۳۴)

حالات و واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی دجال تھا۔ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ ''دجال کا حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر خدائی کا دعویدار بھی بن جائے گا۔ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ کہتے ہیں ''سچا ہے وہ خدا جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (رافع البلاء صفحہ:۱۱)

مرزا صاحب نے نبوت کے ساتھ دجال کی طرح خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ میں نے اپنے ایک کشف میں

دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ: ۵۶۵۔۵۶۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دجال کانا ہوگا اس کی آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر، یعنی کافر لکھا ہوگا ۔مرزا غلام احمد قادیانی کی تصویر غور سے دیکھیں ان کی ایک آنکھ کانی نظر آئے گی۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ماتھے پر کافر کی مہر بھی لگ چکی ہے۔ لہٰذا وہ دجال وقت ہے نہ کہ امامِ وقت! اس سلسلہ میں بے شمار ثبوت اس کی تحریروں کی شکل میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزوں کا غلام مرزا قادیانی امام وقت نہیں تھا بلکہ دجال وقت تھا۔ اس نے اسلام نہیں کفر پھیلایا۔ قادیانی کچھ نہ کہہ تو یہ کہہ کر دامن چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ چونکہ امام مہدی خدا کے خلیفہ ہوں گے۔ اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی خدا کا خلیفہ ہے۔ ہم بچپن سے اپنے قادیانی بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار خلفاء تھے اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی چار خلیفہ ہوں گے۔ جب چوتھا خلیفہ مرزا طاہر مر گیا تو پانچواں خلیفہ (موجودہ قادیانی خلیفہ) مرزا مسرور بنا۔ میرے ایک انتہائی قریبی عزیز نے مجھے فون کیا کہ ہم بچپن سے ہی صرف چار خلفاء ہونے کا تذکرہ سنتے رہے تھے۔ یہ پانچواں خلیفہ کدھر سے آنکلا؟ میں نے اسے جواب دیا کہ یہ بھی جماعت احمدیہ اور اس کے نبی کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل ہے۔ جس طرح میں قادیانی جماعت کو چھوڑ کر امت مسلمہ میں شامل ہو چکا ہوں تم بھی اپنی جھوٹی جماعت کو چھوڑ کر ہماری سچی جماعت میں شامل ہو جاؤ! میرے قادیانی دوستو اور رشتہ دارو! میں اپنی عمر کے ۵۵ قیمتی سال تم لوگوں کے درمیان گزارے ہیں اگر تم مرزا غلام احمد قادیانی کو امام مہدی سمجھتے ہو تو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ

۱۔　مہدی کا مطلب تو ہدایت یافتہ شخص ہوتا ہے جب کہ مرزا قادیانی ایک گمراہ شخص تھا۔

۲۔　مرزا قادیانی کی زبان بے حد گندی تھی وہ گالیوں کا چیمپئن تھا۔

۳۔　مرزا کلمہ پڑھنے والوں کو کافر کہتا تھا جب کہ امام مہدی تو کافروں کو مسلمان بنائیں گے۔

۴۔　مرزا قادیانی مسلمانوں کو رنڈیوں اور کتیوں کی اولاد کہتا ہے۔ کیا یہ مہدی تھا؟

ایک مسلمان کی قادیانی عورت سے بحث ہوئی اس نے مرزا قادیانی کی تحریر نکال کر اس قادیانی عورت کو پڑھنے کے لیے دی وہ بے چاری قادیانی عورت مرزا کی تحریر پڑھتی جارہی تھی اور اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہوتا جاتا تھا۔ تنگ آکر اس نے کتاب بند کر دی اور مزید پڑھنے سے انکار کر دیا۔ میں اپنے قادیانی دوستوں اور رشتہ داروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ انسان امام وقت نہیں ہوسکتا جس کی کتابوں میں گندی بے شرمی اور جھوٹی باتیں لکھی ہوں۔

ایسے جھوٹے انسان کا ساتھ میری طرح چھوڑ کر امت مسلمہ میں شامل ہو جائیں۔ امام وقت اور دجال وقت میں تفریق کریں۔ دجال وقت کو پہچانیں۔ غیرت کا مظاہرہ کریں اور یہ جماعت چھوڑ دیں۔ میں الحمد للہ ہر وقت اور ہر جگہ تمہیں مرزا قادیانی کے جھوٹ اور اس کی گندی اور بے شرم تعلیم دکھانے کے لیے تیار ہوں۔ بس ذرا ہمت کریں اور جماعت سے باہر نکل آئیں۔ یقین کریں کہ اللہ بھی خوش ہوگا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ تمہارا دل بھی خوش ہوگا۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● ''حُسنِ انتخاب''

اس کتاب کو مولانا عماد الدین محمود نے مرتب کیا ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز واقعات، صحابہ وتابعین کے ایمان پرور حالات اور عطاءِ حق کی حکایات کا حسین انتخاب۔ پڑھنے کو وہ باتیں جو درجنوں کتب کے مطالعے کے بعد پتہ چلتی ہیں۔ مولانا نے ان باتوں کو ۱۸۲ صفحات کی اس کتاب میں اکٹھا کر دیا ہے، عنوانات کا انتخاب بھی عمدہ ہے کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ (کے پی کے) نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی نے پیش لفظ تحریر کیا ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔ ملک کے سبھی بڑے شہروں میں یہ کتاب دستیاب ہے۔ کمپیوٹر کی کمپوزنگ کی وجہ سے بعض الفاظ جو علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں بعض جگہوں پر اکٹھے لکھ دیے گئے ہیں۔ ۹۹ صفحہ پر ساتویں لائن میں ''لب ہائے'' مبارک کو لبہائے مبارک لکھ دیا گیا ہے۔ پروف ریڈر اگر توجہ کرتے تو کتاب ایسی غلطیوں سے پاک ہوسکتی تھی۔

● ''دروس وبیاناتِ ختمِ نبوّت''

محترم مولانا اللہ وسایا کے اُن لیکچرز کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۸۵ء میں اپنے پہلے سفرِ برطانیہ کے موقعے پر باٹلی میں دیے۔ مولانا کا نام دینی حلقوں کے لیے جانا پہچانا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے عنوان سے پتہ چلتا ہے کہ سلسلہ ختمِ نبوّت اور قادیانیت سے واقفیت کے لیے مولانا نے یہ خطبات دیے، فتنہ قادیانیت سے واقفیت کے لیے یہ بہت عمدہ کتاب ہے۔ اس کتاب کو مولانا محمد یوسف ماما نے ترتیب دیا ہے۔ جو کہ بہت محنت طلب کام ہے۔ مولانا منور حسین سورتی نے اس کتاب پر نظرِ ثانی کی ہے۔ یہ ۳۳۶ صفحات پر مشتمل اس کتاب اشاعت ستمبر ۲۰۱۲ء میں ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت حضوری باغ روڈ ملتان نے شائع کیا، قیمت درج نہیں۔

● ''لانبی بعدی''

پروفیسر ڈاکٹر اعجاز حسن خان خٹک جو پیشے کے اعتبار سے پیتھالوجسٹ ہیں۔ نعت کہتے ہیں، انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت کا اظہار شعروں میں کیا ہے۔ ۸۶ صفحات کی یہ کتاب عمدہ کاغذ پر شائع کی گئی ہے۔ ۳۰۰ روپے قیمت ہے۔ نعت کے دو اشعار دیکھیے:

ہدیہ　نعت　پیش　خدمت　ہے

میری سوغات پیش خدمت ہے
میں تیرے در خاک کا ذرہ
یہ بڑی بات پیش خدمت ہے

● ’’تذکرہ وسوانح الامام الکبیر‘‘

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی سوانح ہے۔ معروف مؤلف مولانا عبدالقیوم حقانی نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دارالعلوم کے بانی ہی نہیں بلکہ اپنے زمانے کے بہترین عالم، مناظر اور سب سے بڑھ کر زبردست مجاہد تھے۔ حضرت کی محنت نے برصغیر اور پاک ہند میں مسلمانوں کی زندگیوں کا رخ ہی بدل دیا۔ ۵۸۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ (کے پی کے) نے شائع کی ہے۔ قیمت درج نہیں۔ سوانح قاسمی کے بعد یہ کتاب نئے اسلوب میں لکھی گئی ہے۔ جو آج کے پڑھنے والے کو حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی سے متعارف کرواتی ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔

● ’انوارالسوانح‘‘

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی حیات وخدمات پر مشتمل یہ مقالہ دراصل ڈاکٹر غلام محمد کھچی (اسٹنٹ پروفیسر واپڈا کالج گڈو ضلع کشمور) کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ جو انہوں نے علامہ سید محمد متین ہاشمی کی رہنمائی اور مشورے سے مکمل کیا۔ جس پر انہیں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری مل چکی ہے۔ اندازِ تحقیقی ہے اور عام فہم بھی۔ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دارالکتاب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے۔ حضرت علامہ محمد انور شاہؒ ہمارے بزرگوں میں اپنی منفرد علمی وروحانی خصوصیات کی بنیاد پر وہ مقام رکھتے ہیں جو بہت ہی کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ کاش ہمارے دینی مدارس میں بھی اپنے اکابر پر تحقیقی کام کی روایت چل سکے۔

● ’’اباجی‘‘

سوانح الحاج مولانا محمد عظیم غوری زرگرؒ

اس کتاب میں ایک بیٹے نے اپنے باپ، ان کے مشائخ اور اساتذہ کو یاد کیا ہے۔ ایک مطمئن مسلمان کس طرح زندگی گزارتا ہے اور کس طرح اپنے آپ کو اپنے رب کے حضور پیش کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب اس کتاب سے حاصل ہوسکتا ہے ۔۶۰۵ صفحات پر مشتمل یہ کتاب عمدہ طریقے سے طباعت کی گئی ہے۔ پروف کی غلطیاں کم نہیں ہیں۔ قیمت ۶۰۰ روپے ہے۔

● ’’دفاع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ‘‘

مولانا عبدالقیوم حقانی کی یہ شہرہ آفاق کتاب جولائی ۲۰۱۰ء میں بارہویں دفعہ طبع ہوئی ہے۔ ۳۶۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب آج کے انسان کو دوسری صدی ہجری کے عظیم انسان سے متعارف کرواتی ہے۔ امام صاحب کی شخصیت پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا کافی وشافی جواب اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ خاص طور پر اور عام

مسلمانوں کے لیے یہ کتاب بہت عمدہ تحفہ ہے۔ ناشر القاسم اکیڈمی، خالق آباد ضلع نوشہرہ (کے پی کے)

● محاسبہ قادیانیت“ (حصہ اوّل)

مرتب: مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

ختمِ نبوّت کے محاذ پر کام کرنے والے معرف قلم کار ہیں۔ آغا شورش کشمیری مرحوم کے وہ مضامین جو قادیانیت کے تعاقب میں اُن کے قلم سے نکل کر کسی زمانے میں ہفت روزہ چٹان میں شائع ہوئے تھے مولانا نے اُن کو مرتب کیا ہے۔ اس بات کا پتہ کتاب کے مطالعہ سے چلتا ہے جب کہ ٹائٹل کچھ اور ہی خبر دے رہا ہے۔ ۱۴۷ صفحات پر مشتمل یہ کتاب انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ پاکستان نے شائع کی ہے۔ جو کہ ردِّ قادیانت کے لٹریچر میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔ (مبصر: محمد عابد مسعود ڈوگر)

علماء حق کا ترجمان

المیزان

ناشران و تاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

قارئین متوجہ ہوں!

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ (زرتعاون سالانہ) اکثر قارئین کا دسمبر ۲۰۱۲ء میں ختم ہو چکا ہے جنوری ۲۰۱۳ء کا شمارہ انھیں ارسال کیا جا رہا ہے۔ ایسے قارئین' جن کا زرِتعاون ختم ہو چکا ہے براہِ کرم سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرا لیں۔ یہ رقم منی آرڈر یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-6326621 پر ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ ایزی لوڈ کراتے وقت اس کا خرچ خود ادا کریں۔ ادارے کو پورے -/200 روپے موصول ہوں۔ بصورت دیگر آئندہ کے لیے رسالہ کی ترسیل سے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

”نقیب ختم نبوت“ کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

ادارہ

اخبارالاحرار

پچنند ۸ خواتین سمیت ۱۱ قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا

پچنند تلہ گنگ (نیوز ڈیسک) موضع پچنند میں تین مرد اور آٹھ خواتین نے قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق تلہ گنگ کے موضع پچنند میں پچاسی سالہ منظور علی نے اپنے خاندان سمیت قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرتے ہوئے اعلانیہ ختم نبوت کا اقرار کرلیا۔ موضع پچنند کی مرکزی جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیق میں منعقدہ ایک تقریب میں منظور علی اس کے دو بیٹوں مظفر علی، مبارک علی اور آٹھ خواتین نے مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے رہنما مولانا تنویر الحسن، سابق ضلعی امیر جماعت اسلامی مولانا عبدالستار، ڈاکٹر صداقت علی اعوان، حاجی محمد اسماعیل، ملک امتیاز حسین اور دیگر سیکڑوں مقامی افراد کی موجودگی میں دائرہ اسلام میں داخل ہوکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری نبی مانتے ہوئے ختم نبوت کا اقرار کیا۔ اس موقع پر یہاں پر موجود فرزندان اسلام نے عقیدۂ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے اور منظور علی اور ان کے خاندان کو مبارک باد پیش کی۔ اس موقع پر علمائے کرام نے اپنے خطابات میں کہا کہ قادیانی پارلیمنٹ اور آئین کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے خود کو مسلمان ظاہر کرنا چھوڑ دیں اور اقلیت بن کر اپنی علیحدہ شناخت بنائیں تو جھگڑا ختم ہوسکتا ہے۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت ہمارا متفقہ فیصلہ اور بنیادی عقیدہ ہے اس پر پوری قوم ذرا بھی لچک نہیں دکھائے گی اور عقائد پر جان قربان کرنا ہمارے لیے باعث فخر ہے جو ہم کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ قادیانی مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ وہ ختم نبوت کو تسلیم کر کے اسلام قبول کرلیں یا اقلیت بن کر اقلیتی حقوق حاصل کریں۔ مسلمانوں کا روپ دھار کر دھوکہ، فراڈ سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ نہیں ہونے دیں گے قادیانیت ایک عالمی فتنہ ہے اور مسلمانوں کو اسلام اور جہاد سے دور کرنے کے لیے انگریزوں نے پروان چڑھایا۔ علمائے کرام نے کہا کہ ختم نبوت ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اس سے انحراف اسلام سے انکار ہے اس موقع پر تمام حاضرین نے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے کا عہد کیا اور ختم نبوت کے اکابرین مولانا انور شاہ کاشمیری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مفتی محمود، موانا محمد لدھیانوی، خواجہ خان محمد اور دیگر کو خراج عقیدت پیش کیا۔ (ہفت روزہ ''تلہ گنگ ٹائمز'' ۱۳ تا ۱۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء)

دادو میں سیلاب سے متاثرین میں گرم کپڑے، کمبل، لحاف اور راشن تقسیم

قادیانی، این جی اوز اور امریکی امداد سے ارتدادی سرگرمیاں کررہے ہیں (مجلس احرار اسلام کراچی)

کراچی (۲۲ر دسمبر ۲۰۱۲ء) مجلس احرار اسلام کراچی کے اعلامیہ کے مطابق احرار کارکنوں نے خدمت کا جذبہ

رکھنے والے مخیّر حضرات کے ہمراہ مجلس احرار اسلام کراچی کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن قریشی شعبہ خدمت خلق، ختم نبوت ٹرسٹ کے زیر اہتمام لحاف، گدّ ے، کمبل، گرم کپڑے، اشیائے خورونوش پیکٹ کی شکل میں ٹرکوں اور سوزوکیوں پر مشتمل امدادی قافلہ لے کر دادو پہنچے۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد سیلاب متاثرین کے کیمپوں میں پہنچے۔ علاقہ کے قرب وجوار کے ضرورت مند، غرباء کی بڑی تعداد کی موجودگی میں امدادی سامان تقسیم کیا اور بعد نماز عصر اصلاحی بیان کرتے ہوئے مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے کہا اندرون سندھ اور بلوچستان کے دشوار گذار علاقوں، دیہاتوں میں قادیانیوں نے غیر ملکی امداد کے سہارے این جی اوز کے دفاتر کھول رکھے ہیں اور ارتدادی سرگرمیوں کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں جبکہ حکمران قومی وسائل کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں۔ عوامی مسائل حل کرنے کی فرصت نہیں ہے۔ مفلوک الحال غریب ہاریوں، مزدوروں، کسانوں، مجبور اور بے کس انسانوں کو مفلسی کے چنگل میں پھنسا کر حکمرانوں نے ظلم وستم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ توبہ استغفار اور رجوع الی اللہ سے ہی ظالموں سے نجات مل سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت پاکستان کے جسم کا سیاسی ناسور ہے۔ قادیانی ختم نبوت کے منکر، جہاد کے منکر اور توہین رسالت کے بدترین مجرم ہیں ایسے لوگوں کو اہم انتظامی اور دفاعی اداروں سمیت تمام اہم کلیدی عہدوں سے فارغ کیا جائے یہ آستین کا سانپ ہیں۔

چیچہ وطنی میں مرکز احرار، ''مسجد ختم نبوت'' کی تعمیر کا آغاز

چیچہ وطنی (۸؍دسمبر) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیر انتظام چوتھے مرکزِ احرار ''مسجد ختمِ نبوت''، رحمٰن سٹی ہاؤسنگ سکیم کی تعمیر کے آغاز پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ امریکہ اور عالم کفر کی مخالفت کے باوجود دنیا بھر میں مساجد و مدارس کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے اور مساجد و مدارس میں تیار ہونے والے رجال کار ہی دنیا میں کفر اور طاغوت کے سامنے سینہ سپر ہیں، انہوں نے کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود مجلس احرارِ اسلام مختلف محاذوں خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم عمل ہے، انہوں نے کہا کہ مشکل حالات میں انسان کی صلاحیتیں زیادہ نکھر جاتی ہیں ہماری منزل انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی حاکمیت میں لانا ہے، مرکزی انجمن تاجران (رجسٹرڈ) کے صدر شیخ محمد حفیظ، انجمن تحفظ حقوق شہریاں کے سرپرست شیخ عبدالغنی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات حافظ محمد عابد مسعود نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا گھر تعمیر کرنے والوں کا گھر اللہ جنت میں بنائیں گے، شیخ محمد حفیظ نے اپنے خطاب میں کہا کہ مجلس احرارِ اسلام اور اس کے اکابر نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جانثاری کے ساتھ قربانیاں دیں ہیں یہ قربانیاں امت مسلمہ کے لئے دینی وتاریخی ورثہ ہیں، حافظ محمد عابد مسعود نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام کی تعلیمی وتبلیغی وتحریکی سرگرمیوں کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے اہل خیر کو بڑھ چڑھ کر تعاون کرنا چاہیے، شیخ عبدالغنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسجد ہر آبادی اور ہر کالونی کی بنیادی ضرورت ہے، مسجد معاشرے میں مثبت سرگرمیوں کا مرکز ہوتی ہے، جہاں بھی نئی آبادی تعمیر ہو وہاں سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا آغاز

ازحد ضروری ہے، تقریب میں تلاوت قرآن کریم کی سعادت حافظ حکیم محمد قاسم نے حاصل کی قاری محمد نعیم طارق نے ہدیہ نعت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کیا جبکہ مجلس احرارِ اسلام، تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک طلباء اسلام کے کارکنوں کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد بھی شریک تقریب تھے، بتایا گیا ہے کہ ''مسجد ختم نبوت'' کے لیے ۲۵ مرلے رقبہ پر مسجد کے علاوہ مدرسہ، دفتر ختم نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری بھی تعمیر کی جائے گی۔

یورپیئن پارلیمنٹ میں قادیانی سربراہ مرزا مسرور کی بحیثیت مسلمان خطاب کی دعوت قابلِ مذمت اور نامنظور

لاہور (۹ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ یورپین پارلیمنٹ میں قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کو اِس تاثر کے ساتھ خطاب کے لیے بلانا پوری دنیا کی مسلم کمیونٹی کے لیے نامنظور ہے، ''کہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ ہیں!'' انہوں نے کہا کہ مرزا مسرور احمد اسلام اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں، اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنے کا مرکز پاکستان میں ہے اور پاکستانی پارلیمنٹ ۱۹۷۴ء میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے، انہوں نے کہا کہ بنیادی طور پر حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانیوں سے متعلق قراردادِ اقلیت کی روشنی میں عالمی اداروں اور عالمی برادری کو باور کرائے کہ قادیانی مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انٹرنیشنل لابنگ کے ذریعے بعض قوتیں سازشوں میں مصروف ہیں، یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان، قادیانیوں کو قرآن سنت اور اجماع امت کی روشنی میں غیر مسلم اقلیت تصور کرتے ہیں۔

برطانیہ میں پاکستانی سفارت خانہ قادیانی تبلیغ کا اڈہ اور پاکستان مخالف سرگرمیوں کا مرکز بن گیا ہے

چناب نگر (۱۲ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے نائب امیر مرکزیہ قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا ہے کہ برطانیہ میں پاکستانی سفارت کار واجد شمس الحسن پاکستان کی نمائندگی کرنے کی بجائے قادیانیت کی تبلیغ اور اینٹی پاکستان سرگرمیوں میں مصروف ہیں، ان کو سفارت کاری سے ہٹا کر پاکستان واپس بلایا جائے اور تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے، یہاں اخبار نویسوں سے بات چیت میں انہوں نے کہا کہ بیرون ممالک سفارت خانوں کو کفر و اِرتداد اور قادیانیت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ عریانی و فحاشی کے اڈوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے، گویا قومی دولت سے اسلام، ملک اور آئین مخالف سرگرمیوں کو پرموٹ کیا جا رہا ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانی آئین کے مطابق غیر مسلم ہیں مگر قادیانی جماعت اپنے آپ کو نان مسلم کی بجائے مسلمان ظاہر کر رہی ہے، قانون نافذ کرنے والے ادارے اسلامی شعائر کے استعمال پر قادیانیوں کے خلاف کارروائی نہیں کر رہے جو بذاتِ خود آئین سے انحراف ہے، ایک سوال پر انہوں نے کہا کہ لندن سفارت خانے اور قادیانی جماعت کے اشتراک سے ایک اجتماع کے دعوت ناموں میں قادیانیوں کو ''احمدیہ مسلم'' لکھا گیا، پاکستانی سفارتخانے نے دعوت ناموں میں لکھا کہ احمدی جماعت ایک پروگرام کرا رہی ہے جس میں اسلام کے اصل حقائق واضح کیے جائیں گے، خالد چیمہ نے کہا کہ نوبت یہاں تک آ گئی

ہے کہ اب قادیانی اسلام کی اصل تصویر مسلمانوں کو دکھائیں گے؟ یہ سب کچھ واجد شمس الحسن کی نگرانی میں ہو رہا ہے اور وہ حکومتِ پاکستان کا لندن میں سفیر ہے جو سفارت کاری کے نام پر قادیانیت نوازی اور ملک دشمنی کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ جواب دے کر مطمئن کرنا سفارت خانے کے ذمہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کر کے کیا پیغام دینا چاہتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں قادیانی مسلمان نہیں لیکن ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور اقتدار میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اعلیٰ عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں قادیانیت ایکٹ، تعزیرات پاکستان کا حصہ بنا۔اب امریکی ایجنڈے کے تحت آئین کی اسلامی دفعات کو ریورس گیر لگانے کی کوششیں ہو رہی ہیں، جو قراردادِ مقاصد اور آئین سے انحراف بلکہ غداری ہے، ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ صدر زرداری اور پیپلز پارٹی، بھٹو مرحوم کی سیاسی کمائی تو کھا رہے ہیں لیکن بھٹو مرحوم کے تحفظ ختم نبوت کے کردار کو فراموش کر کے بھٹو کی روح سے غداری کر رہے ہیں، ایسے میں محبّ وطن حلقوں اور دینی قوتوں کو نوٹس لینا چاہیے۔

گستاخِ رسول کے خلاف مقدمہ درج

اسلام آباد (۱۲ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے پاکستانی نژاد امریکی گستاخ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ڈاکٹر شیخ افتخار کے خلاف تھانہ انڈسٹریل ایریا اسلام آباد میں ایف آئی آر درج ہونے پر اسلام آباد کے علماء کرام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر توہین رسالت کے مرتکب ڈاکٹر افتخار کے ساتھ کسی قسم کی رعایت برتی گئی تو اس کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکرٹری قاری عبدالوحید قاسمی کے ساتھ فون پر بات چیت کے دوران انہوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام اسلام آباد کے علماء کرام کی جدوجہد کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے ہم آہنگی کا اظہار کرتی ہے۔

مولانا محمد مغیرہ کا دورۂ چیچہ وطنی

چیچہ وطنی (۱۲ر دسمبر) چناب نگر کی جامع مسجد احرار کے خطیب اور مجلس احرارِ اسلام کے ناظم شعبۂ تبلیغ مولانا محمد مغیرہ نے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں ''درس ختم نبوت'' کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں سے ہے۔اس عقیدہ کی اہمیت وفضیلت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے ہمیں عملی اقدامات اٹھانے چاہیں۔

برطانیہ میں پاکستانی سفارت خانہ کی بدترین قادیانیت نوازی

ملتان (۱۲ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس اور حافظ محمد عابد مسعود نے کہا ہے کہ برطانیہ میں پاکستانی سفارت خانہ بدترین قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کر رہا ہے، جو پاکستانی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔انہوں نے کہا کہ لندن کے پاکستانی سفارت خانے کے تحت ایک اجتماع میں

قادیانیوں کو ''احمدیہ مسلم جماعت'' لکھا گیا جو نہ صرف آئین سے انحراف بلکہ کفر کو اسلام کا نام دینے کے مترادف ہے۔ انھوں نے کہا کہ بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانوں سے قادیانی افسران کو بلاتاخیر برطرف کیا جائے۔ انھوں نے امریکی و برطانوی سفارت خانوں کے حوالے سے قومی اسمبلی میں نکتہ اعتراض اٹھانے پر ایم این اے مولانا عطاء الرحمٰن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وفاقی وزیر دفاع نوید قمر نے نکتہ اعتراض کے جواب میں کہا کہ آئین میں واضح ہے کہ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہیں کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں لیکن تمام حکومتی اداروں کو اس امر کا پابند بنایا جائے کہ وہ قادیانیوں بارے قوانین پر عمل کروائیں۔

حکمران، قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کو روکیں

لاہور (۱۴ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اس انکشاف پر کسی کو کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ ''قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد لندن میں ڈاکٹر عمران فاروق قتل کیس کے حوالے سے الطاف حسین کو بچانے کے لیے سرگرم ہوگئے ہیں'' اپنے بیان میں انھوں نے کہا کہ امریکہ اور یورپی پارلیمنٹ میں اپنا اثر و رسوخ اور ہر حربہ استعمال کرنے کے بعد بھی وہ کامیابی حاصل نہیں ہو پا رہی، جس کی پلاننگ کی گئی تھی، انھوں نے کہا کہ بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانی اثر و نفوذ بڑھایا جا رہا ہے اور پاکستان میں قادیانی سرگرمیوں کو قانون کے تابع رکھنے کی بجائے قراردادِ اقلیت اور امتناع قادیانیت ایکٹ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ایسے میں حکومت نے قادیانی سرگرمیوں پر چیک رکھ کر کنٹرول نہ کیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر عائد ہوگی۔

کراچی (۱۸ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے روزنامہ ''جسارت'' کراچی کے پبلشر سید ذاکر علی کے انتقال پر تعزیت و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے، اپنے تعزیتی بیان میں انھوں نے کہا کہ سید ذاکر علی مرحوم سے ہمارے دیرینہ تعلقات تھے وہ میرے والد گرامی کے بہترین دوست، میرے محسن، ممتاز محقق اور صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایماندار تاجر کے طور پر بھی پہچانے جاتے تھے، انھوں نے کہا کہ مرحوم نے مفلس و نادار افراد کی معاونت و مدد کے لیے فلاحی منصوبے بھی شروع کر رکھے تھے جو ان کا صدقہ جاریہ ہے۔

جرمن حکومت کی قادیانیت نوازی

چیچہ وطنی (۲۲ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جرمنی کی ریاست ہیسن کے سرکاری پرائمری سکولوں میں مسلمان بچوں کے لیے آئندہ سال سے اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے قادیانی جماعت (جماعت احمدیہ) کا انتخاب کرنے پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اِسے حکومت پاکستان کی ناکام سفارت کاری سے تعبیر کیا ہے، اپنے ردِعمل میں خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی (احمدی) قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں

دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اپنے کفر کو اسلام کا ٹائٹل دے کر ارتداد اور زندقہ پھیلا رہے ہیں، بیرون ممالک قادیانی مسلم احمدیہ کے نام سے اپنے آپ کو متعارف کروا کر پوری دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو جرمنی کی ریاست ہیسن کے سرکاری پرائمری سکولوں کے نصابِ تعلیم کی تدوین اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا ٹاسک سپرد کرنے سے اسلامی تعلیمات مسخ ہونے کا اندیشہ ہے، جبکہ دوسری طرف اس سے جرمن مسلم کمیونٹی کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے ،خالد چیمہ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ وزارت خارجہ اور جرمنی میں پاکستانی سفارت خانے کے ذریعے اس بات کا اہتمام کرے کہ قادیانیوں کو اِس تعلیمی و تربیتی کمیٹی سے ہٹا کر یہ شعبے جرمن کے مسلمانوں کے سپرد کئے جائیں، علاوہ ازیں جرمنی کی مجلس احرارِ اسلام کے صدر سید منیر احمد شاہ بخاری نے اِس صورتحال پر غور و خوض کے بعد جرمن سفارت خانے اور مسلم کمیونٹی کے رہنماؤں سے رابطے کا فیصلہ کیا ہے۔

دفاعِ صحابہ کے لیے علامہ عبدالستار تونسویؒ نے قائدانہ کردار ادا کیا

ملتان (۲۲ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ نے مناظر اہلسنت حضرت مولانا عبدالستار تونسوی کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے اور کہا ہے کہ مولانا مرحوم نے عمر بھر اعلائے کلمۃ الحق اور دفاع صحابہ کا قائدانہ کردار ادا کیا، کفر و رفض کے خلاف ان کا معرکۃ الاراء انداز مدتوں یاد رکھا جائے گا، علاوہ ازیں مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان، دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی اور دیگر مراکزِ احرار میں مولانا مرحوم کے لیے اجتماعی دعائے مغفرت بھی کرائی گئی۔

مولانا اورنگزیب فاروق پر حملہ کھلی دہشت گردی ہے (عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (۲۶ر دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کراچی میں اہلسنت والجماعت کے رہنما مولانا اورنگ زیب فاروقی اور ان کے ساتھیوں پر حملے کو کھلی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اسے حکومتی نااہلی سے تعبیر کیا ہے، اپنے مذمتی بیان میں انہوں نے کہا کہ پورا ملک عدم تحفظ کا شکار ہے اور دہشت گرد اسے مزید عدم استحکام کی طرف دھکیل رہے ہیں انہوں نے کہا کہ کراچی میں قانون کا اطلاق سیاسی بنیادوں پر ہوتا ہے اسی لئے عمل درآمد نہیں ہوتا انہوں نے کہا کہ اہلسنت والجماعت کی کراچی میں ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے اور حکومت مسلسل جانبداری سے کام لے کر مظلوموں کی داد رسی نہیں کر رہی یہ صورت حال ملک و ملت کے لئے زہر قاتل ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ مولانا اورنگ زیب پر حملے اور ایک سرکاری اہل کار سمیت چھ افراد کے قاتل بلا تاخیر گرفتار کیے جائیں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائیں۔

۳۵ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام ملتان کا اجلاس

ملتان (۲۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء) مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر صوفی نذیر احمد اور ناظم اعلیٰ حافظ محمد مغیرہ نے سالانہ

احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کے سلسلہ میں ۱۴ر دسمبر اور ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو دارِ بنی ہاشم میں کارکنوں کے اجلاس طلب کیے جن میں کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ناظم اعلیٰ جناب حافظ محمد مغیرہ نے کہا کہ ماہِ صفر (دسمبر، جنوری) میں شہر کے مختلف مقامات پر دروسِ قرآن کا انعقاد کر کے احرار کارکنوں کو کانفرنس کی اہمیت کے بارے میں بتایا جائے گا اور ان کی شرکت یقینی بنائی جائے گی۔

انھوں نے کارکنان کو ہدایت کی کہ وہ کانفرنس میں باوردی شریک ہوں انھوں نے کہا کہ ہر کارکن جماعتی فریضہ سمجھتے ہوئے جماعت کے ترجمان ماہنامہ ’’نقیبِ ختمِ نبوت‘‘ کو خرید کر پڑھے اور اپنے حلقۂ احباب میں بھی اس کو متعارف کروائے۔

☆☆☆

مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام چوتھے مرکز احرار

مسجد ختمِ نبوت

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 08 دسمبر 2012ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر تعمیر کا آغاز ہوا

25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختم نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)
دفتر دارالعلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی
040-5482253
0300-6939453

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

31 جنوری 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **مدرسہ معمورہ کے سفیر بھائی عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ:** مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص و ہر دل عزیز کارکن بھائی عبدالحکیم یکم صفر ۱۴۳۴ھ، ۱۵؍ دسمبر ۲۰۱۲ء کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے دارِ بنی ہاشم میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم گزشتہ بیس برس سے مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے۔ بیعت کا تعلق جانشینِ امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ اُن کے انتقال کے بعد حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں باقاعدگی سے حاضر رہتے۔ اپنی چالیس سالہ عمر عزیز کے نصف یعنی بیس برس مجلس احرار اسلام کی رفاقت میں گزارے۔ بھائی عبدالحکیم مرحوم، حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی لاڈلے تھے۔ اپنے مزاج، رویوں اور اخلاق کی وجہ سے کارکنوں میں بہت ہی مقبول اور ہر دل عزیز تھے۔ گزشتہ چند برسوں سے وہ مدرسہ معمورہ کے سفیر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ مدرسہ کے لیے احباب سے ماہانہ عطیات وصول کرتے اور یہ خدمت بلا معاوضہ انجام دیتے۔ انتہائی دیانت دار، مخلص اور معاملات کے کھرے انسان تھے۔ وہ روزانہ مدرسہ معمورہ آتے، اکثر قیامِ شب بھی مدرسہ میں ہی کرتے۔ اُن کی دیانت مثالی تھی۔ انتقال کے بعد اُن کی جیب سے جو رقم ملی اس میں مدرسہ کی رقم الگ کر کے کاغذ پر لکھا ہوا تھا ''مدرسہ معمورہ کا حساب''، وہ معمول کے مطابق مدرسہ کی رقم سے نوٹ بھی تبدیل نہیں کرتے تھے۔ آہ! ہم ایک مخلص و دیانت دار، خوش اخلاق و خوش مزاج، صالح اور محنتی کارکن اور دوست سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

● **محترم شیخ الطاف الرحمٰن اور شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کو صدمہ:** مجلس احرارِ اسلام گوجرانوالہ کے صدر محترم شیخ الطاف الرحمٰن اور ملتان میں ہمارے رفیقِ فکر محترم شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کے ہمشیر صاحبہ ۱۵؍ دسمبر کو انتقال کر گئیں اور ۲۱؍ دسمبر کو اُن کی اکلوتی بیٹی ماں کی جدائی کے صدمے میں خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔ یکے بعد دیگرے ماں، بیٹی کی اموات سے پورا خاندان شدید صدمے سے دوچار ہے۔ حق تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی نعمت سے نوازے (آمین)

● **حکیم حسنین اختر صاحب مرحوم (سلیمی دواخانہ ملتان)** ملتان میں ہمارے کرم فرما جناب حکیم حسنین اختر (سلیمی دواخانہ والے) ۱۱؍ دسمبر کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ مرحوم، ملتان کے معروف معالج حکیم عطاء اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے، جناب سلیم اللہ خان مرحوم کے بیٹے اور حضرت حکیم حنیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے تھے۔ اس خاندان کا خانوادۂ امیر شریعت سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ حکیم عطاء اللہ خان اور حکیم حنیف اللہ خان (مرحومین) دونوں باپ بیٹا حضرت امیر شریعت کے معالج تھے۔ محبت و خلوص کا یہ تعلق حکیم عطاء اللہ خان کے پوتوں حکیم حسنین مرحوم، حکیم حافظ محمد طارق، حکیم محمد خلیل اللہ اور اُن کے پورے خاندان

سے بحمداللہ اب تک قائم ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے،حسنات کوقبول فرمائے،اور پسماندگان کوصبر عطا فرمائے (آمین)

● **اہلیہ مرحومہ پروفیسر خالد شبیر احمد:** مجلس احرارِاسلام پاکستان کے نائب امیرمحترم پروفیسر خالد شبیر احمد کی اہلیہ طویل علالت کے بعد ۷؍دسمبر کو رحلت فرما گئیں۔امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ، ناظم نشرواشاعت میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، سید محمد کفیل بخاری، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، قاری محمد یوسف احرار اور دیگر حضرات نے محترم پروفیسر صاحب سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کے لیے دعاء مغفرت کی ہے۔اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔(آمین)

● **ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ:** معروف معالج اور سادات ہمدانیہ کے بزرگ جناب ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن ہمدانی ۱۹؍دسمبر۲۰۱۲ء کوطویل علالت کے بعد بہاول پور میں انتقال فرما گئے۔مرحوم انتہائی عابد وزاہد انسان تھے۔تمام عمر اکابر علماء حق کے ساتھ وابستہ رہے۔حضرت میاں عبدالہادی دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ اکثر اُن کے ہاں تشریف لاتے۔ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ اعلیٰ علمی وادبی ذوق رکھتے تھے۔وہ اپنے پیشے کے متعلق بھی جدید ترین تحقیقات کا علم رکھتے تھے۔بزرگوں کی صحبت کا رنگ اُن کے علم وعمل سے ظاہر تھا۔ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن ہمدانی، مدیر نقیبِ ختمِ نبوّت سید محمد کفیل بخاری کے بہنوئی سید وقارالحسن ہمدانی کے حقیقی ماموں تھے۔حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرمائے (آمین)

● **حضرت مولانا محمد عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ:** تنظیم اہلِ سنت پاکستان کے سربراہ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور ہزاروں علما کے استاذ حضرت مولانا محمد عبدالستار تونسوی ۷؍صفر ۱۴۳۴ھ ۲۱؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو نشتر ہسپتال ملتان میں مختصر علالت کے بعد انتقال کرگئے۔حضرت کی نمازِ جنازہ ۲۲؍دسمبر کو اُن کے فرزند مولانا عبدالغفار تونسوی کی امامت میں تونسہ میں ادا کی گئی۔جنازہ میں لاکھ سے زائد افراد شریک ہوئے۔مرحوم نے تقریباً ۸۸ برس عمر پائی، علم مناظرہ کے امام تھے۔علامہ دوست محمد قریشی، مولانا سید نورالحسن بخاری، مولانا قائم الدین اور علامہ خالد محمود کے ساتھ مل کر سردار احمد خان پتافی کی تنظیم اہلِ سنت کو سنبھالا۔انہوں نے ردِ رفض اور دفاع مقام ومنصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے مثالی خدمات انجام دیں۔سید محمد کفیل بخاری نے مجلس احرارِاسلام کے وفد مولانا فیصل متین، مولانا محمد اکمل اور مولانا ہدایت اللہ کے ہم راہ تونسہ میں اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے تونسہ پہنچ کر حضرت کے فرزندوں اور دیگر لواحقین سے تعزیت کی۔اللہ تعالیٰ خدمات قبول فرمائے (آمین)

● **والدہ مرحومہ محمد سلیمان، (اوکاڑہ)** مجلس احرارِ اسلام اوکاڑہ کے کارکن جناب محمد کی والدہ ماجدہ۔انتقال: ۲۱؍دسمبر ۲۰۱۲ء

● **صوفی بشیر احمد مرحوم (نعت خوان)** میراں پور، میلسی کے معروف نعت خوان صوفی بشیر احمد گزشتہ دنوں انتقال کرگئے۔

● **پروفیسر عبدالغفور احمد مرحوم:** جماعتِ اسلامی پاکستان کے نائب امیر پروفیسر عبدالغفور احمد ۲۶؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو کراچی میں انتقال کرگئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔(آمین) قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

زیر سرپرستی
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام

ربیع الاوّل میں
آل پاکستان **مقابلہ مضمون نویسی**

عنوان

ختم نبوت کا تحفظ ضروری کیوں؟

قواعد و ضوابط

1۔ مضمون 5 سے 7 صفحات رجسٹر سائز پر ہو 2۔ مضمون صفحے کے ایک طرف لکھیں۔

3۔ مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 15 جنوری ہے اس کے بعد مضمون مقابلے میں شامل نہ کیا جائے گا

4۔ مضمون کے تحریر کرنے کے دوران جس کتاب یا رسالہ سے مدد لی جائے اس کا حوالہ ضرور دیا جائے۔

5۔ جج صاحبان کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ 6۔ امتیازی حیثیت حاصل کرنے والوں کو خصوصی انعام دیا جائے گا۔

نتائج کا اعلان اور انعامات کی تقسیم 12 ربیع الاوّل مسجد احرار چناب نگر میں ہوگی (ان شاء اللہ)

خصوصی توجہ شرکاء مقابلہ مضمون نویسی اپنا مکمل نام، ولدیت، موبائل نمبر اور ڈاک کا مکمل پتہ ضرور لکھیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر و جلوس بسلسلہ قادیانیوں کو دعوت اسلام

12 ربیع الاوّل 1434 ہجری صبح نماز فجر تا عصر

رابطہ ڈاکٹر محمد عمر فاروق 0300-5780390 مولانا تنویر الحسن 0543-412201 0300-4716780

مضمون بھیجنے کے لیے: منتظم دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد ابوبکر صدیق محلہ صدیق اکبرؓ تلہ گنگ غرب ضلع چکوال

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

کمپوزنگ ... 0314 5712858

بیاد سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — زیرِ سرپرستی: ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کے لیے شاندار موقع

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

داخلہ جاری ہے

مفت

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com

داخلہ بذریعہ sms بھی ہوسکتا ہے

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختمِ نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختمِ نبوت ﷺ کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں
- ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے

رابطہ: دفتر مجلس احرار اسلام
مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)

ڈاکٹر محمد عمر فاروق 0300-5780390
مولانا تنویر الحسن 0300-4716780
فون / فیکس: 0543- 412201

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

نئی
Easy Tear
پیکنگ میں
نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی!
Take NO Tension
Take Sualin
with TOOT SIYAH efficacy
ہمدرد

بیماری اور بیمار پرسی کی مسنون دعائیں

1. حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

"دور کر تکلیف اے خلقت کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے۔نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔" (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

2. حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اس طرح اس کی تسلی فرماتے۔

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۔ "کوئی حرج نہیں یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کر یگی۔" (بخاری ومسلم)

3. رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔

أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ۔ (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

"میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اُس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور جس کا مجھے آئندہ اندیشہ ہے۔"

4. بیماری میں مبتلا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے والا تندرست شخص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلٰى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا۔ (ترمذی)

"سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے مجھے بچایا اس بیماری سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔"

5. جو کوئی چھینک کے بعد یہ کہا کرے تو اس کو دانت اور کان کے درد سے بچاؤ رہے گا۔ (حصن حصین ص ۱۶۳ وتحفۃ الذاکرین ص ۲۳۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ "سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہر حالت پر جیسی بھی ہو۔"

6. پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے شفاء کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُونِ وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ۔

"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے۔" (ابوداؤد)

7. زہریلے جانور، ہر نقصان اور ہر بیماری سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھیں:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ (مسلم)

"میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔"

8. بیماری سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھیں: وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۔ (شعراء: ۸۰) "اور میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔"

9. دوا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے انشاء اللہ جلد شفا ہوگی۔

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE کئیر
PHARMACY فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
Head Office: Canal View, Lahore